نقیبِ ختمِ نبوّت

ماہنامہ — ملتان

ربیع الثانی ۱۴۱۵ھ

اکتوبر ۱۹۹۴ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الرحمٰن ۔ علّم القرآن ۔ خلق الانسان ۔ علّمه البیان

رحمٰن نے سکھلایا قرآن، بنایا آدمی، پھر سکھلایا

اُس کو بات کرنا ——— (سورۃ رحمٰن ۱ تا ۴)

افکارِ احرار

سیرت کی عظمت

ہر چیز کا غلط استعمال اس کی عظمت کو کھو دیتا ہے۔

سیرت کی اپنی ذاتی عظمت کو تو دنیا کی کوئی طاقت نہیں ہلا سکتی اس لئے کہ صاحب سیرت ﷺ کے دم قدم سے دنیا کی عزت و عظمت قائم ہے۔

اگر علماء حق میں سے اکابرین امت میں سے ایسے لوگ نہ ہوتے جو سیرت کو صحیح معنوں میں بیان کرتے اور بیان کرنے سے پہلے سیرت کے متعلق اپنے وجود کو سیرت کے ساتھ مطابقت نہ دیتے یعنی سیرت کے حال میں خود نہ ڈھل جاتے سیرت کو اپنے اوپر مسلط نہ کر لیتے صاحب سیرت کے انوار اور آپ کی برکات کو اپنے وجود میں سمو نہ لیتے تو کبھی بھی آج نہ کوئی سیرت سنتا اور نہ بیان کرتا۔ جب نمونہ بیان کرنے والا ہی کوئی نہ ہوگا تو پھر نبی کی سیرت کیسے سمجھ آئیگی جو شخص بھی ذکر نبی سے پہلے خود اتباع نبی کا نمونہ بن جائے گا اسے دیکھ کر لوگوں کے لئے سیرت النبی کو سمجھنا اور سمجھ کر عمل کرنا آسان ہو جائے گا اور اس طرح سیرت کی عظمت خود بخود دل و دماغ کو تسخیر کر لے گی۔

اقتباس خطاب سید ابو معاویہ ابوذر بخاری
بہ موقع سیرۃ النبی۔ حاصل پور

ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوّت ملتان

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۷۵۵

ربیع الثانی ۱۴۱۵ھ اکتوبر ۱۹۹۴ء جلد ۵ شمارہ ۱۰ قیمت فی پرچہ /۱۰ روپے

سرپرست اکابر

حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہٗ

حضرت مولانا محمد اسحٰق صدیقی مدظلہٗ

مجلس ادارت

رئیس التحریر: سید عطاء المحسن بخاری

مدیر مسؤل: سید محمد کفیل بخاری

رفقاءِ فکر

مولانا محمد عبد الحق مدظلہٗ

حکیم محمود احمد ظفر مدظلہٗ

ذوالکفل بخاری ۔ قمر الحسنین

خادم حسین ۔ ابوسفیان تائب

محمد عمر فاروق ۔ عبد اللطیف خالد

سید خالد مسعود گیلانی

زرِ تعاون سالانہ

اندرون ملک =/۱۰۰ روپے ۔ بیرون ملک =/۱۰۰۰ روپے پاکستانی

رابطہ

دار بنی ہاشم، مہربان کالونی، ملتان ۔ فون: ۵۱۱۹۶۱

تحریک تحفظ ختم نبوۃ (شعبہ تبلیغ) مجلس احرار اسلام پاکستان

ناشر: سید محمد کفیل بخاری طابع: تشکیل احمد اختر مطبع: تشکیل نو پرنٹرز مقام اشاعت: دار بنی ہاشم ملتان

آئینہ

اداریہ :	دل کی بات	مُدیر	۳
نقطۂ نظر :	میاں صاحب! کاش آپ سوچتے؟	سیّد عطاء المحسن بخاری	۵
پسِ آئینہ :	روشن خیالی ....!	قمر الحسنین	۷
جوابِ آں غزل :	کیا حضرت امیرِ شریعتؒ نے مجلس احرارِ اسلام کو ختم کر دیا تھا؟	سید محمد کفیل بخاری	۹
قلم برداشتہ :	ہیں بڑے ہی خبیث مزاج	شمس الاسلام بہاری	۲۳
طنز و مزاح :	زبان میری ہے بات اُن کی	ساغر اقبالی	۲۴
جہانِ نسواں :	عورت کی آزادانہ حیثیت	آپا ھندہ	۲۷
〃	دو تہذیبوں کی کھلی جنگ	〃	۲۹
یادِ رفتگانِ احرار :	حضرت قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ سے میری ایک ملاقات	شیخ عبد المجید امرتسری	۳۱
مقالۂ خصوصی :	الفئۃ الباغیہ (حدیثِ قتل عمارؓ کی روشنی میں)	مولانا ابو ریحان سیالکوٹی	۳۸
شاعری :	سلام ببارگاہِ صحابہ کرامؓ	طاہر الاشرفی	۴۷
تحقیق :	نظریہ ولایت فقیہ	ڈاکٹر سبطین لکھنوی	۴۸
چمن چمن اجالا :	مجلس احرار کی رکنیت سازی مہم	ادارہ	۵۲
〃	مرکزی دفتر احرار لاہور کے افتتاح کی تقریب	دیدہ ور	۵۳
〃	کشمیر مجلس عمل ملتان کے زیر اہتمام کانفرنس	مہدی معاویہ	۵۶
حسنِ انتقاد :	تبصرہ کتب	سید ذوالکفل بخاری	۵۹
ترحیم :	مسافرینِ آخرت	اِدارہ	۶۱

دل کی بات

اپوزیشن کی تحریکِ نجات
اور پاکستان میں امریکی سرمایہ کاری

قائد حزب اختلاف میاں محمد نواز شریف مسلم لیگ کے مردہ گھوڑے میں روح پھونک کر اسے منہ زور بنانے اور پیپلز پارٹی کی حکومت کو ختم کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ انہوں نے ۱۱ ستمبر کو مزار قائد سے ٹرین مارچ کے ذریعے اس مہم کا آغاز کیا۔ پھر ۲۰ ستمبر کو ملک گیر ہڑتال کرادی۔ ساتھ ہی ۲۹ ستمبر کو یومِ نجات کا اعلان کر دیا اور ملک بھر میں حکومت کے خلاف جلسے کئے۔ اور اب ۱۱ اکتوبر کو پہیہ جام ہڑتال کا اعلان کر دیا ہے۔

نواز شریف نے جس تیزی کے ساتھ حکومت پر مسلسل حملے کئے ہیں اس کا مختانہ واجبی ہے۔ البتہ ان کا یہ کارنامہ ضرور ہے کہ انہوں نے مسلم لیگ جیسی پیدائشی ٹوڈیوں اور آنریری مخبروں کی جماعت کو عوامی اور سیاسی بنانے میں اپنی دولت اور ساری توانائیاں وقف کر دی ہیں۔ لیگیوں کو پولیس کی لاٹھی، گولی، آنسو گیس اور جیل یا ترا سے آشنا کرنا۔ یہ بات بڑی بات ہے پیارے۔

حزبِ اختلاف کی یہ ساری مہم جو تحریک نجات کے نام سے منسوب ہے کسی ٹھوس، مثبت اور تعمیری پروگرام سے خالی اور پھسپھسی ہے۔ صرف پیپلز پارٹی کی حکومت کا خاتمہ اور نئے انتخابات کا انعقاد عوامی دلچسپی کا محور نہیں بن سکتا۔ کیونکہ اس پروگرام کی کامیابی کا مطلب پھر نواز شریف کی حکومت کا قیام ہے۔ اور یہ کوئی منشور نہیں۔ یہی کچھ گزشتہ دور میں انہوں نے پیپلز پارٹی کے ساتھ کیا اور پھر پیپلز پارٹی نے ان کے ساتھ اور اب اسی آموختہ کو مکرر دہرایا جا رہا ہے۔ یہ محض ذاتی شخصی مفادات اور اقتدار کی جنگ ہے۔ دونوں بڑی پارٹیاں یہ طے کر چکی ہیں کہ کسی کو چین سے حکومت نہیں کرنے دیں گے۔ اسکے لئے ملک بھی داؤ پر لگانا پڑے تو یہ اس سے دریغ نہیں کریں گے۔ اسمبلیاں جو ملک و قوم کے معزز ترین ادارے ہوتے ہیں۔ گالی گلوچ، مار دھاڑ، فحش کلامی اور ہلڑ بازی کا مرکز بن چکی ہیں۔ عدلیہ کی ساکھ اور اعتماد مجروح ہو چکا ہے۔ حزبِ اقتدار یا حزبِ اختلاف دونوں میں سے کوئی بھی سنجیدہ یا شریفانہ طرزِ عمل اختیار کرنے کو طیار نہیں۔ اور ان اداروں کی اٹھا پٹخ نے دنیا بھر میں پاکستان کے وقار کو خاک میں ملا دیا ہے۔

اپوزیشن کی مزاحمت اور محاذ آرائی کے نتیجہ میں حکومت نے بھی جوابی مزاحمت اور دفاعی حکمت عملی اختیار کی۔ پیپلز پارٹی کی "رانی توپ" نے نواز شریف پر تازہ گولہ یہ پھینکا ہے کہ

"اپوزیشن کو حکومت سے مذاکرات کرنے چاہئیں۔ محاذ آرائی کی سیاست ترک کر کے بات چیت کے ذریعے مسائل حل کرنے چاہئیں۔ نئے انتخابات خارج ازامکان ہیں البتہ ہم آٹھویں ترمیم کے خاتمہ، فلور کراسنگ ایکٹ پر غور اور خواتین کی نشستوں کی بحالی کے تین نکات پر مذاکرات کے لئے تیار ہیں۔

ظاہر ہے کہ موجودہ صورتِ حال میں یہ تینوں باتیں اپوزیشن کو قبول نہیں اور نتیجہ واضح ہے کہ ملک میں افراتفری اور ہنگامہ آرائی جاری رہے گی۔ ہاں اگر نواز شریف اور ان کے حواریوں کو پاکستان کا "مقتدرِ اعلیٰ" اس بات کی پکی یقین دہانی کرا دے کہ درج بالا نکات پر حکومت سے مفاہمت کے بعد اقتدار انہیں سونپ دیا جائے گا تو

وہ ایک لمحہ کی تاخیر کے بغیر یہ سب کچھ قبول کر لیں گے۔ اگرچہ ماضی میں نواز شریف یہی حماقت کر کے اس کا خمیازہ بھی بھگت چکے ہیں۔ لیکن ...... اقتدار کی دیوی بڑی ظالم چیز ہے۔ یہ ایسی سفاک محبوبہ ہے جو فی الواقعہ عاشق کی پریڈ کراتی ہے۔ یعنی بلا کر بٹھانا، بٹھا کر اٹھانا اور اٹھا کر نکالنا اسکا پسندیدہ مشغلہ ہے۔ اس کے باوجود جمہوریت کے عاشقانِ نامراد کی "استقامت" مثالی ہے اور وہ اس لکشمی دیوی کے کوئے ملامت کا طواف جاری رکھے ہوئے ہیں۔

ہمیں اس سے غرض نہیں کہ لیلائے اقتدار کے ان عاشقانِ روسیاہ کا مستقبل روشن ہے یا تاریک مگر ان کے کرتوت اس بات کی گواہی دے رہے ہیں کہ وطن عزیز کا مستقبل ضرور خطرے میں ہے۔

ارباب اقتدار ہوں یا حزب اختلاف دونوں ملک کی نظریاتی سرحدوں کو مجروح اور رسوا کر چکے ہیں۔ اور یہ بات طے شدہ ہے کہ پاکستان کی نظریاتی سرحدوں کے استحکام و تحفظ کے بغیر اسکی بقا ممکن نہیں۔ ہمارے سیاست دان اور حکمران مادی ترقی کے جو سہانے خواب قوم کو دکھا رہے ہیں۔ اس میں بھی ان کے ذاتی مفادات پوشیدہ ہیں وہ بہر صورت لوٹ کھسوٹ جاری رکھنا چاہتے ہیں۔

امریکی خاتون وزیر برائے توانائی مسمات ہیزل اولیری کی پر اعتماد گفتگو کی گونج ابھی فضا میں باقی ہے۔ ۲۴ ستمبر کو اسلام آباد کی ایک تقریب میں جس طرح اس نے ہمارے حکمرانوں کی کلاس لی ہے اور پورے اعتماد کے ساتھ ایکشن سسپنس سے بھرپور تقریر کی ہے وہ یقیناً کسی بڑی تباہی کا پیش خیمہ ہے۔

ہماری حکومت نے چار ارب سے زائد یعنی سوا کھرب روپے کی امریکی سرمایہ کاری کے ۱۶ معاہدوں پر دستخط کئے ہیں۔ قبل ازیں اسی مسمات نے ویانا میں بین الاقوامی ادارہ جوہری توانائی کانفرنس میں امریکہ کی نمائندگی کی اور ایٹمی تحفظات کی ایک یادداشت پر مختلف ملکوں سے دستخط لئے۔ ان میں پاکستان بھی شامل ہے۔ یہ یادداشت کیا تھی؟ پاکستان نے اس پر کیوں دستخط کئے پوری قوم اس سے قطعی بے خبر ہے۔ اور یہی جمہوریت ہے!

پاکستان میں امریکی سرمایہ کاری کے حوالے سے ہونے والے معاہدوں کی جو تفصیلات اخبارات میں آئی ہیں ان کے مطابق۔ چار ارب روپے کی سرمایہ کاری سے پاکستان میں بجلی پیدا کرنے کے ۱۲ کارخانے قائم ہوں گے۔ جن میں ۹ منصوبے تھرمل بجلی کے ہیں اور ۳ ہائیڈل الیکٹرک کے۔ ان سے مجموعی طور پر ساڑھے تین ہزار میگاواٹ سے زیادہ بجلی پیدا ہو گی۔ ان کارخانوں کی تکمیل ۱۹۹۷ء تک متوقع ہے۔ جبکہ آئندہ دو تین برسوں میں مزید دس ارب ڈالر تقریباً تین کھرب روپے کی امریکی سرمایہ کاری اس پر مستزاد ہے۔

ان معاہدوں میں ہم نے کیا کھویا اور کیا پایا؟ اسکو سمجھنے کے لئے یہی ایک کسوٹی کافی ہے کہ امریکہ جو ایف ۱۶ کی خریداری کے لئے ادا کی ہوئی پاکستانی رقم ہضم کر گیا ہے۔ نہ جہاز دیئے اور نہ رقم واپس لوٹائی۔ ایٹمی پروگرام خاموش سفارتکاری کے مفاقفانہ عمل کے نتیجہ میں رول بیک کرا چکا ہے۔ اب اس سوہنی دھرتی کی معیشت کے سینے میں مفادات کے مہیب پنجے گاڑ کر مکمل قبضہ کرنا چاہتا ہے۔ آخر اس کا رویہ یکسر کیوں تبدیل ہوا اور وہ ہم "غریب الغربا" پر اتنا زیادہ مہربان کیوں ہوا؟ یہ سوچنے کی باتیں ہیں۔

بقیہ ص ۸ پر

نقطۂ نظر

سید عطاء المحسن بخاری

میاں صاحب! کاش آپ سوچتے؟

تحریکیں اگر کامیاب ہوں تو انہیں قائد کی دانشمندی، حالات کی نبض پہچاننے والا، موقع شناس، مدبر اور نہ جانے کن کن القابات سے نوازا جاتا ہے۔ جیسے تحریک پاکستان اور بانی پاکستان جناب محمد علی جینا صاحب، کہ انہوں نے صرف دس سال کی تھوڑی سی مدت میں پاکستان بنا ڈالا اور تحریک پاکستان کے لئے آپ نے ایک گھنٹہ بھی جیل نہیں کاٹی۔ کیسا "پُرامن" طریقہ ایجاد کیا آپ نے۔ آج بھی انہی کے نقش قدم پر چلنا چاہیئے خصوصاً نواز شریف صاحب کو کہ وہ ان کے وارث کہلاتے ہیں۔ انہی کی چھوڑی ہوئی مسلم لیگ کے جسد بے روح میں انہی کی اتباع کرتے ہوئے "دولت عورت اور قیادت" کی روح پھونک دی ہے۔ جس جماعت کو پیپلز پارٹی نے زیرو کر دیا تھا انہوں نے اسی جماعت کو ۱۷ سیٹیں دلا کر قیادت کا حسن عطا کر دیا اور بانی پاکستان کی جماعت کو اپوزیشن کے بلند منصب پر فائز کر دیا۔ لیکن جلد ہی مسلم لیگ کی عظیم قیادت نے محسوس کیا کہ اقتدار کے سنگھاسن پر براجمان ہوئے بغیر بانی پاکستان کی روح "مزارِ اقدس" میں تڑپتی ہو گی اور بانی پاکستان کے مخلفین پر حضرت بانی پاکستان کی "روح پُرفتوح" ملامت کرتی ہو گی۔ میاں صاحب، شجاعت صاحب، دستگیر صاحب اور دیگر امامانِ سیاست پنجاب نے آنکھیں دل اور دماغ کی یکجہتی سے یہ فیصلہ کیا کہ جب تک بھٹو فیملی کے اقتدار سے نجات حاصل نہیں کیجاتی اسوقت تک "بانی پاکستان فیملی" (روحانی) کو اقتدار منتقل نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا مسلم لیگ نے تحریک نجات کا پہلا پھاوڑا چلایا اور کراچی سے پشاور تک نجات ٹرین چلا دی مگر دیوار اقتدار تو مضبوط ہے ابھی کے روح فرسا منظر نے امامانِ سیاست پنجاب کی آنکھ کھول دی اور انہوں نے ہڑتال کی کال دیکر پورے ملک میں شاندار ہڑتال کرادی۔ نہ جانے اکیلے میاں صاحب کو کیا خیال آیا اور نہ جانے کیوں آیا کہ آپ چند سولیگیوں کو لیکر فاطمہ جینا روڈ پر آنکلے شاید وہ بی بی کو باور کرا رہے تھے۔ ہم تیری گلی میں آنکلے۔ ظاہر ہے یوں دن دہاڑے گلیوں میں آنے جانے والوں کو رقیب کب معاف کیا کرتے ہیں۔ مسلم لیگ ج (جوابی لیگ) کے منظور وٹو نے "گرگ باراں دیدہ رسہ" گیروں والا رقیبانہ رویہ اپنایا اور اپنے داشتوں گماشتوں کے کسل مند ہاتھوں میاں صاحب کے جاں نثاروں اور فداکاروں کی جانِ زار کو زار و قطار رلا دیا وہ بے محابا چیخ رہے تھے اور پولیس انکا سینۂ نازک پیٹ رہی تھی کہ "کارِ محرم" تمام ہو اور جلوۂ یار عام ہو جائے...... جلوہ یار تو عام نہ ہو سکا ہاں مگر سعد رفیق، جاوید ہاشمی، جاوید اشرف، اور دیگر شائق نذر رقابت ہو گئے لیکن اتنا تو ہوا کہ خواجہ سعد رفیق مجاہد اول قرار پا گئے اور دیگر مسلم لیگی کارکن تحریک

پاکستان کے کارکنوں کی طرح یاسی کی طرح جمہوریت کی ریت میں رل گئے۔ تحریک پاکستان کے سیکڑوں کارکن ابھی زندہ ہیں جو مسلم لیگ سے وفا کرنے کی سزا بھگت رہے ہیں، بوجھل زندگی تلے دب کے رہ گئے ہیں اوران کا شہر آرزوتاراج ہو گیا ہے۔ ان کی اور آل اولاد کی زندگی دکھوں کا صحرا بن گئی ہے۔ ان کے جمہوری لیڈر لیڈری کے نشہ میں ایسے دھت ہوئے کہ ان کو کارکنوں کی قربانیاں، کارکنوں کی بے لوث خدمت، کارکنوں کی شہادت اور وفاشعاری سب کچھ بھول گیا۔ ایسے معلوم ہوتا ہے کہ جمہوری لیڈر حرص کے بندے ہوتے ہیں جو ہمیشہ کارکنوں کو بھول جاتے ہیں۔ مگر ہمسایوں میں جہاں آج کل طاعون پھوٹ پڑا ہے اس مشرک ہند و بھارت نے توکانگریسی کارکنوں کی فہرستیں بنائیں، ان کو پلاٹ دیئے، ان کے بچوں کو نوکریاں دیں، انہیں معاشی دلدل سے نکالا اور انہیں سماج میں عزت دلائی ہے۔ یہ کیسے مسلمان لیڈر ہیں جنہیں نشہ اقتدار میں بندہ رہا یاد نہ بندے کا خدا یاد

میاں صاحب! کہیں آپکے بھی ان مسلم لیگی کارکنوں کی وفاؤں کا ثمر ایسا بے مزہ اور بدرنگ نہ ہو دھیان کیجئے اور یاد رکھیئے۔

ہاں تو میں کہہ رہا تھا کہ دوسرے جمہوری دھکے کے بعد بھی دیوار اقتدار بدستور استادہ نظر آئی تو ان گیارہ امامانِ سیاست نے بارہویں کا انتظار کئے بغیر احتجاجی ریلیاں منعقد کیں (۱۔ نوازشریف ۲۔ شجاعت حسین ۳۔ شیخ رشید ۴۔ گوہر ایوب ۵۔ دستگیر ۶۔ جاوید ہاشمی ۷۔ مجید ملک ۸۔ اعجازالحق ۹۔ اجمل خٹک ۱۰۔ ولی خان ۱۱۔ نسیم ولی خان) ملک بھر میں مسلم لیگ نے جمہوری راگ الاپا لوگ بڑی تعداد میں سن کے محظوظ ہوئے، مال کی بازی لگی کامیابی ہوئی۔ اب چوتھی کال بھی دیدی ہے۔ ۱۱ اکتوبر پہیہ جام ہڑتال۔

دیکھیں کیا گزرے ہے قطرے پر گہر ہونے تک

مگر میرے ذہن میں ایک سوال بار بار گردش کرتا ہے اور اسکی اس گردش بے تاب سے دماغ کا سارا تانا بانا بکھر جاتا ہے۔ وہ یہ کہ تحریک توکامیاب جا رہی ہے بلکہ کامیابیوں کا ریکارڈ قائم کر رہی ہے مگر...... میاں صاحب آپ کیوں نہیں سوچتے میاں صاحب اگر اقتدار دوبارہ آپ کو ہی ملنا ہوتا تو آپ کو عدلیہ کے عظیم فیصلہ کے بعد اقتدار سے علیحدہ کیوں کیا جاتا؟ کاش آپ سوچتے!

بقیہ از صـ ۴۶

قاتلِ عمارؓ کی ساتویں نشانی:

اور ساتویں نشانی قاتلِ عمارؓ گروہ کی اسی حدیث میں یہ بیان ہوئی ہے کہ وہ فاجروں یعنی بدکرداروں کا گروہ ہوگا۔ چنانچہ مذکورہ بالاحدیث کے ہی ایک طریق میں ارشاد نبوی یوں منقول ہوا ہے۔

"وذالک دائب الاشقیاء الفجار"

(اور یہ چلن ہوگا بدبختوں، بدکرداروں کا) (کنزالعمال ص ۲۴۷ ج ۱۱۔ سیر اعلام النبلاء ص ۴۱۵ ج ۱)

پسِ آئینہ

قمر الحسنین

روشن خیالی.........

پی پی والے بھی شور مچاتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں بلکہ روشن خیال مسلمان ہیں۔ گزشتہ دنوں سپیکر پنجاب اسمبلی اور رنجیت سنگھ کے مدح سرا حنیف رامے صاحب "سپیک" رہے تھے کہ پاکستان روشن خیال مسلمانوں نے بنایا تھا اسکی تعمیر و ترقی بھی روشن خیال مسلمانوں کے ہاتھوں ہی ہو گی۔ مسلم لیگ کے مسلم لیگی بزرجمہر بھی یہی راگ الاپتے نہیں تھکتے اور مسلم لیگی روشن خیالوں کی سُر میں پی پی بھی شامل "واجہ" بن کے رہ گئی۔ ان کا یہ اقرار و اعتراف کہ پاکستان روشن خیال مسلمانوں نے بنایا تھا مسلم لیگیوں کا پیٹ پُھلانے بلکہ بد ہضمی پیدا کرنے کے لئے کافی بادی غذا ہے۔ برطانیہ و امریکہ نے بھی انہی دونوں جماعتوں کو اپنی پسندیدہ جماعتوں کی فہرست میں آخری درجہ دے رکھا ہے۔ اور تھرڈ ڈویژن پاس ہونے کا ڈپلومہ بھی تھما دیا ہے، کہ پاکستان میں یہی دو جماعتیں روشن خیال مسلمان افراد کا معجون مرکب ہیں یعنی لبرل اور سیکولر ہیں بلکہ لبرل اور سیکولر ہونے میں یہودیوں سے بھی آگے بڑھ گئے ہیں۔ مثلاً لباس، تراش خراش، بود و باش میں بالکل او باش کہ یہود و نصاریٰ بھی بے اختیار ہو کر کہہ اٹھے، شاباش! اور یہ روشن خیال مسلمان ہشاش بشاش، خوش باش کہ زندگی اسی عمل میں پوشیدہ ہے۔ صبح سے شام تلک شیر کی طرح اسلام اسلام کر کے دھاڑا جائے مگر اعمال، اخلاق، معاملات اور عبادات میں ایک دم خُفاش اور پردۂ اسلام فاش۔ دیکھیئے ان روشن خیال مسلمانوں کو، یہ علی الاعلان کہتے ہیں، ہاں میں شراب پیتا ہوں غریبوں کا خون نہیں پیتا۔ اور ملاحظہ فرمائیے۔ یہ ایک لاکھ پچیس ہزار ایکڑ کے مالک کی بولی ہے۔ جو پورے ملک میں دندناتا پھرتا ہے۔ کوئی اس ظالم سے نہیں پوچھتا جناب آپ کی زمین کے مزارعین بھی آپ جیسی زندگی بسر کرتے ہیں ان کا طرزِ زندگی بھی آپ جیسا ہے ان کا رہن سہن، کھانا پینا، تعلیم، علاج معالجہ سماجی سہولتیں بھی آپ جیسی ہیں، نہیں تو کیوں نہیں؟ آپ نے یہ سہولت انہیں مہیا کی؟ نہیں تو کیوں نہیں؟ حکومت بھی آپ کی، گلی کوچے میں آپ کی ججے ونتی لیکن میری سماجی زنگی کی وہی لمبی کالی رات جو کاٹے نہیں کٹتی آزادی کے ۴۸ برس گزرنے کے بعد بھی میری وہی کم نصیبی۔ علم، ملکیت مکان، علاج معالجہ، سکون، راحت آرام اور سکھوں سے محروم؟

جناب روشن خیال مسلمان صاحب! غریبوں کا خون اور کس طرح پیا جائیگا؟ ایک جاگیردار ظالم، جابر، مستبد، سفاک اور خونخوار جیسے ۱۸۹۴ء میں تھا آج ۱۹۹۴ء میں بھی ویسا ہی درندہ ہے جو بھونکتا ہے، بھنبھوڑتا ہے۔ اور چیر پھاڑ ڈالتا ہے۔

جناب غریبوں کا خون آپ بھی تو پیتے ہیں؟۔
یہ الگ بات ہے کہ آپ ۱۹۹۴ء کے تکنیکی اور سائنسی طریقوں سے خون پیتے ہیں۔ جناب ہماری بہو بیٹیاں بھی آپ اٹھا کر لے جاتے ہیں اور ہمیں اُف کرنے کی اجازت بھی نہیں۔

" نہ تڑپنے کی اجازت ہے نہ فریاد کی ہے"

آپ باغباں نہیں صیاد ہیں آپ امیر شہر نہیں آپ مختار ثقفی جیسے ہیں، آپ قاضی نہیں جلاد ہیں، آپ روشن خیال مسلمان ہیں؟ لعنت ہے اس روشن خیالی پر......!

بقیہ اِداریہ

ماہرین کا کہنا ہے کہ ان تازہ معاہدوں کے نتیجہ میں بجلی کی تیاری کی لاگت ۴ روپے فی یونٹ ہو گی جبکہ واپڈا ۸۵ پیسے فی یونٹ بجلی پہلے ہی پیدا کر رہا ہے۔ ہماری حکومت نے کیا فائدہ حاصل کیا؟ کوئلوں کی دلالی میں منہ کالا کیا۔
ماضی کی حکومتوں نے بھی غیر ملکی سرمایہ کاری کے معاہدے کئے مگر موجودہ حکومت نے معاہدے نہیں کئے ملک ہی بیچ دیا ہے...... اللہ پاکستان کی حفاظت فرمائے آمین۔

دعاءِ صحت

مخدوم العلماء اور تحریک تحفظِ ختم نبوت کے سرپرست حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم ان دنوں علیل ہیں اور تمام اسفار منسوخ کر کے خانقاہ سراجیہ میں ہی قیام پزیر ہیں۔ ارا کینِ ادارہ ان کی صحت یابی اور درازیٔ عمر کے لئے دعا گو ہیں۔ قارئین سے درخواست ہے کہ حضرت کی مکمل صحت یابی اور سلامتی کے لئے دعا کریں۔ (ادارہ)

بقیہ از صـ۵۸

سیاست و ریاست ہے جسے ہم نے قبول کر رکھا ہے جب تک اس مغربی یہود و نصاریٰ کے وضع کردہ نظامِ جمہوریت کو پائے استحقار سے ٹھکرا کر دینِ اسلام کی پناہ میں نہیں آجاتے ہماری کوئی سی ترقی بھی ناممکن ہے۔
سامعین گوش بر آواز تھے اور ان کی خواہش تھی کہ شاہ جی بولتے رہیں۔ اور وہ سنتے رہیں۔ مگر شاہ جیؒ نے وقت زیادہ ہو جانے کے باعث تقریر ختم کر دی اور باقی باتیں آئندہ کسی صحبت پر اٹھا رکھیں۔

جوابِ آں غزل

سید محمد کفیل بخاری
نائب ناظم نشر واشاعت ـــــــــ مجلس احرار اسلام پاکستان

کیا حضرت امیر شریعت نے مجلس احرار اسلام کو ختم کر دیا تھا؟

تاریخ مسخ نہ کریں ریکارڈ درست کریں۔

روزنامہ جنگ لاہور ۱۰ ستمبر ۱۹۹۴ء کے "قانونِ امتناعِ قادیانیت" ایڈیشن میں ایک مضمون بعنوان "قادیانیت جھوٹے دعوئ نبوت سے قومی اسمبلی کے تاریخی فیصلوں تک ایک جائزہ۔" شائع ہوا ہے۔ مضمون نگار کا نام درج نہیں۔ معلوم نہیں یہ کن صاحب نے تحریر کیا ہے۔ اس مضمون میں بعض باتیں تاریخی طور پر غلط شائع ہوئی ہیں۔ جن سے قیام پاکستان کے بعد مجلس احرار اسلام کی پالیسی کے بارے میں خاصے ابہام اور شبہات پیدا ہوئے ہیں۔ مضمون نگار لکھتے ہیں۔

☆ "۱۹۴۹ء میں امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے مجلس احرار اسلام کا اجلاس طلب کیا۔ مجلس احرار اسلام کی سیاسی حیثیت ختم کر دی گئی اور قادیانیت کے سدِ باب کے لئے مجلس تحفظِ ختم نبوت کے نام پر مذھبی پلیٹ فارم تشکیل پایا۔ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری حسبِ سابق اس جماعت کے امیر قرار پائے۔ قاضی احسان احمد شجاع آبادی، مولانا محمد علی جالندھری، مولانا لال حسین اختر وغیرہ نے سیاست کو خیر باد کہہ کر تبلیغِ عقیدہٴ ختم نبوت کے کام کو سنبھالا۔ بعض دیگر رہنما مسلم لیگ کے پلیٹ فارم پر سیاسی و عملی جدوجہد کے لئے شریکِ سفر ہو گئے۔ بعض احباب نے گوشہ نشینی اختیار کر لی"۔

۱۹۴۹ء کے اسی اجلاس میں امیر شریعت کی تقریر کا اقتباس بھی نقل کیا گیا ہے کہ

☆ "ہم لوگ مجلس تحفظِ ختم نبوت کے پلیٹ فارم سے صرف قادیانی سرگرمیوں کو روکنے اور قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوانے کے لئے اپنی جدوجہد کو سیاسی مفادات سے بالائے طاق رکھ کر کام کریں گے۔"

مضمون نگار نے ۲۰، ۲۱ اپریل ۵۴ء کو حضرت امیر شریعت کے مکان ملتان میں قائدینِ احرار کے ایک اجلاس کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے۔

☆ "اس اجلاس میں فریقین نے دفاتر وغیرہ تقسیم کر لئے۔ اس طرح ۵۴ء میں اس تجویز کی عملی شکل

ظہور میں آئی جس کا اعلان ۱۹۴۹ء میں کر دیا گیا تھا"

مندرجہ بالا اقتباسات میں حقیقت کو نظر انداز کر کے نہ صرف ابہام پیدا کیا گیا بلکہ حضرت امیر شریعت رحمتہ اللہ علیہ کی تقریر کے الفاظ میں تحریف بھی کی گئی ہے۔ جن سے دو شبہات واضح طور پر پیدا ہوتے ہیں۔

(۱) ۱۹۴۹ء میں امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے مجلس احرار اسلام کو ختم کر دیا تھا۔

(۲) ۱۹۴۹ء میں ہی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نام سے نئی مستقل جماعت تشکیل دے دی تھی۔ جس کا انہیں امیر منتخب کر لیا گیا تھا۔

علاوہ ازیں عام قاری کے ذہن میں یقینی طور پر چند سوالات بھی ابھرتے ہیں۔

۱۔ اگر مجلس احرار اسلام کی سیاسی حیثیت ختم کر دی گئی تھی تو پھر کونسی حیثیت باقی رکھی گئی تھی؟

۲۔ اگر کوئی دوسری حیثیت باقی نہیں رکھی گئی تھی تو پھر سرے سے جماعت کے خاتمے کا اعلان کیوں نہ کر دیا گیا؟

۳۔ اگر کوئی حیثیت باقی رکھی گئی تھی تو پھر مجلس تحفظ ختم نبوت کے نام سے نئی جماعت بنانے کا کیا جواز تھا؟

اس مغالطہ وابہام کی روح فرسا کیفیت سے باہر نکلنے اور اصل حقائق تک رسائی حاصل کرنے کے لئے ہمیں کچھ تفصیل میں جانا ہوگا۔

۱۲، ۱۳، ۱۴، جنوری ۱۹۴۹ء کو دہلی دروازہ لاہور میں "دفاعِ پاکستان احرار کانفرنس" منعقد ہوئی۔ اس موقع پر ورکنگ کمیٹی کا اجلاس بھی ہوا۔ جس میں ملکی حالات کے تناظر میں مجلس کی آئندہ پالیسی اور حکمت عملی یہ طے کی گئی کہ "مجلس احرار اسلام ملک کی انتخابی سیاست میں حصہ نہیں لے گی۔ مگر ملکی قومی امور میں اپنی رائے ضرور دے گی۔ چونکہ مرزائیوں نے پاکستان کے اقتدار پر شب خون مارنے کی سازشیں تیز کر دی ہیں۔ اس لئے تبلیغی سرگرمیوں کا دائرہ وسیع کر کے زیادہ طاقت اسی محاذ پر صرف کی جائے گی۔ مجلس احرار کو قائم رکھا گیا۔ صرف دائرہ کار تبدیل کیا گیا اور مجلس کا شعبہ تبلیغ تحفظ ختم نبوت جو ۱۹۳۵ء میں قادیان میں قائم ہوا تھا اسے فعال کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔

صاحب مضمون کا تضاد ہی ہمارے مؤقف کی تائید ہے۔ وہ لکھتے ہیں۔

☆ "مجلس تحفظ ختم نبوت کا پہلا اجلاس ۴، ۵ ستمبر ۱۹۵۴ء کو ٹوبہ ٹیک سنگھ میں ہوا جس میں جماعت کے دستور وغیرہ کی تیاری شروع ہوئی۔" (مضمونِ مذکور)

مزید تائید کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

☆ "۱۳، دسمبر ۱۹۵۴ء کو مجلس تحفظ ختم نبوت کا پہلا انتخاب ہوا۔ جس میں امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری امیر، اور مولانا محمد علی جالندھری ناظم اعلیٰ مقرر ہوئے۔" (مضمونِ مذکور)

مذکورہ بالا دونوں اقتباسات سے یہ بات واضح ہو گئی ہے کہ

(۱) ۱۹۴۹ء میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے نام سے کسی مستقل یا الگ جماعت کے قیام کا اعلان نہیں ہوا تھا اور نہ ہی حضرت امیر شریعت اس کے امیر چنے گئے تھے۔

(۲) اس اجلاس میں امیر شریعت نے اپنی تقریر میں "مجلس تحفظ ختم نبوت کے پلیٹ فارم، والا جملہ قطعاً ارشاد نہیں فرمایا یہ صریحاً تحریف ہے۔ امیر شریعت کی تقریر سے قبل محترم شیخ حسام الدین صاحب نے ورکنگ کمیٹی کی منظور کردہ قرار دادیں۔ اجتماع میں پڑھ کر سنائیں۔ جماعت کی پالیسی کے متعلق طویل قرارداد کا یہ حصہ اس ابہام کی وضاحت کرتا ہے۔

☆ "مجلس احرار اسلام کے مقاصد میں اسلام کی سربلندی کے ساتھ ساتھ وطن کی آزادی بھی شامل تھی۔ جو قیامِ پاکستان کے بعد سیاسی طور پر اب پوری ہو چکی ہے۔ لہذا "دفاعِ پاکستان احرار کانفرنس" کا یہ اجلاس غیر مبہم الفاظ میں یہ اعلان کر دینا اپنا ملی فرض سمجھتا ہے۔ کہ آئندہ سے مجلس احرار اپنی سعی و عمل کو مسلمانوں کے دینی عقائد و رسوم کو درست رکھنے کے لئے اور خصوصاً مسئلہ ختم نبوت کی مرکزی اہمیت کو برقرار رکھنے کے لئے تبلیغی سرگرمیوں تک محدود رہے گی۔"

امیرِ شریعت نے اس قرار داد کی تائید کرتے ہوئے فرمایا

☆ "بھائی حسام الدین نے آپ کے سامنے جو قرار داد پیش کی ہے وہ مجلس احرارِ اسلام کی آئندہ پالیسی کی آئینہ دار ہے" (حیات امیر شریعت، جانباز مرزا ص ۳۲۵)

اس جملہ میں کہیں بھی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ذکر نہیں۔ ۱۹۴۹ء میں مجلس احرار اسلام کے خاتمہ اور مجلس تحفظ ختم نبوت کے قیام کے دعویٰ کو خود مجلس تحفظ ختم نبوت کے پہلے ناظم اعلیٰ مولانا محمد علی جالندھری نے رد فرمایا ہے۔ ۴،۵ ستمبر ۱۹۵۴ء ٹوبہ ٹیک سنگھ میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے پہلے اجلاس شوریٰ میں ارکان کے نام ہدایات میں لکھتے ہیں۔

☆ "مجلس احرار اسلام نے جب سیاسیات سے ۱۹۴۹ء میں علیحدگی اختیار کی تو مقصد الیکشن سے علیحدگی تھا۔ لیکن ملکی اور شہری حقوق سے دستبرداری یا حکومت پر جائز نکتہ چینی سے دستبرداری مراد نہ تھی۔" (تحریکِ ختم نبوت ۱۹۷۴ء جلد دوم صفحہ ۳۸۷) ترتیب مولانا اللہ وسایا۔

حضرت امیر شریعت کے ذہن میں مجلسِ احرارِ اسلام کے وجود کو ختم کر کے کسی نئی جماعت کی

تشکیل کا کوئی پروگرام ہوتا تو وہ درج ذیل خط کبھی نہ لکھتے۔ جو ۲۴ء دسمبر ۴۷ء کو خان گڑھ سے صدر مجلس احرارِ اسلام، ماسٹر تاج الدین انصاری کے نام لکھا گیا۔ اس میں مجلس کی آئندہ پالیسی واضح کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں۔

☆ "ملتان میں آپ کے اجلاس کو کامیاب دیکھنا چاہتا ہوں۔ چند باتیں لکھ دیتا ہوں۔ اگر احباب کو پسند ہوں تو بہتر ہے۔

۱۔ لیگ سے ہماری سیاسی کشمکش ختم ہو چکی ہے۔ اور الیکشن کے ساتھ ہی ختم ہو چکی تھی۔ اس وقت لیگ قوت حاکمہ ہے۔ مسلمانوں نے اسے بنایا اور قبول کیا ہے۔ پاکستان نہ صرف مسلم لیگ کا بلکہ کانگریس کا تقسیم پنجاب کے اضافے کے ساتھ تسلیم کردہ معاملہ ہے، جس پر "حضورِ برطانیہ" کی مہر ثبت ہے۔ اس میں صرف مسلم لیگ کو ہدفِ ملامت بنانا آئینِ شرافت سے بعید ہے۔ اگر اچھا کیا تو کانگریس اور لیگ دونوں نے۔ اگر برا کیا تو دونوں نے۔ اب پاکستان بن چکا اور تقسیم پنجاب کو کانگریس نے پیش کر کے مسلمانوں سے پاکستان کی بہت بڑی قیمت ادا کرائی اور کرا رہی ہے۔ ابھی نہ جانے مسلمانوں کو کب تک سود در سود ادا کرنا پڑے گا۔

میری آخری رائے اب بھی یہی ہے کہ ہر مسلمان کو پاکستان کی فلاح و بہبود کی راہیں سوچنی چاہیئں اور اس کے لئے عملی قدم اٹھانا چاہیئے۔ مجلس احرار کو ہر نیک کام میں حکومت کے ساتھ تعاون کرنا چاہیئے۔ اور خلافِ شرع کام سے اجتناب! اصلاحِ احوال کے لئے ایک دوسرے سے مل کر "الدین نصیحۃ" پر عمل پیرا ہونا چاہیئے۔ یہ ارشاد ہے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا۔

۲۔ "مجلس کا قیام و بقا بہر حال ایک شرعی امر ہے"۔ تبلیغ اعتقادِ صحیحہ اور تنقید رسوماتِ قبیحہ، اعلائے کلمۃ الحق، اعلان و بیانِ ختم نبوت و اظہارِ فضائل صحابہ و اہلِ بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین، مجلس کے فرائض میں سے ہیں۔ خصوصاً اس دورِ لادینی میں جنسِ انسانی کی تمام مشکلات کے لئے شریعت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوۃ والسلام کو ہی بطورِ حل پیش کرنا ہمارا وہ فریضہ ہے کہ ہمیں اگر دار و رسن تک بھی رسائی ہو جائے تو الحمدللہ! اس لئے مجلس کے قیام و بقا کی بہر حال کوشش رہنی چاہیئے۔

اگر دوستوں کو یہ باتیں معقول و مدلل نظر آئیں تو ان بنیادوں پر آئندہ زندگی کی عمارت استوار کریں۔ ورنہ جیسے ان کی مرضی، میں کسی کی راہ میں حائل نہیں، اب تھک گیا ہوں ورنہ مفصل بھی لکھ سکتا تھا۔ غریب الدیار سید عطاء اللہ بخاری۔

(حیاتِ امیرِ شریعت، جانباز مرزا ص ۳۱۲۔ ۳۱۳۔

یہی وہ خط ہے جو قیامِ پاکستان کے بعد حضرت امیر شریعت کی وفات تک اور تاحال مجلس احرار اسلام کی پالیسی کی بنیاد ہے۔ جس جماعت کے قیام و بقا کو وہ خود ایک "شرعی امر" قرار دے رہے ہوں اسے کیسے ختم کر سکتے تھے؟

حضرت امیر شریعت کا ایک اور خط جو انہوں نے مولوی نذیر حسین صاحب مرحوم (ساکن پنوں عاقل، سندھ) کے خط کے جواب میں ۲۵ جون ۱۹۵۱ء کو تحریر کیا، مجلس احرار کی موجودگی اور اس کی پالیسی کا آئینہ دار ہے۔

مولوی صاحب اپنے خط میں حضرت امیر شریعت سے استفسار کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔.......

☆ "جمیعت علماء اپنے خدوخال سے پاکستان میں گویا کالعدم ہو گئی ہے۔ (۱) "جبکہ احرار ہر جگہ ماشاء اللہ مشغول کار ہے"۔ ایک سوال جو ہر وقت دل میں چبھتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ لیگ سے زیادہ احرار کی نظر میں کوئی بری جماعت نہ تھی۔ اور اب اس جماعت کے متعلق باوجود اس کے کہ ان کے خیالات میں ذرہ بھر بھی تبدیلی نہیں ہوئی، احرار نے اپنی پالیسی اتنی نرم کر دی ہے کہ جس کی کوئی حد نہیں۔ افہام و تفہیم اور تشفی مقصود ہے نہ کہ اعتراض۔ اب جو کچھ احرار کی پالیسی ہے اس سے تفصیلاً متنبہ فرمائیں۔"

حضرت امیرِ شریعت نے اسی خط کی پشت پر درج ذیل مختصر جواب تحریر فرمایا۔ (۲)

۲۰ رمضان المبارک، شہر ملتان۔

مکرمی و علیکم السلام ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

یاد فرمائی کا شکر گزار ہوں۔

☆ رسالہ (۳) تو ان شا اللہ میرے خط سے پہلے پہنچ چکا ہو گا۔ باقی آپ کی کھٹک تو صحیح ہے، فکر صحیح نہیں۔ تقسیم سے پہلے لیگ کے ساتھ ہمارے بہت سے اختلافات تھے۔ ہم نے قوم کے

---

(۱) پاکستان میں جمیعت علماء اسلام ۱۹۵٦ء میں مولانا غلام غوث ہزاروی نے قائم کی۔ ۴۷ء سے ۵٦ء تک مجلس احرار ہی ان لوگوں کی امیدوں کا سہارا تھی۔ مولوی نذیر حسین صاحب کا یہ جملہ "احرار ہر جگہ ماشاء اللہ مشغولِ کار ہے" کور بصرانِ سقف و محراب و منبر کے لئے سرمہ نور بصیرت ہے۔

(۲) اس خط کا اصل عکس نقیب ختم نبوت کے امیر شریعت نمبر حصہ اول ۱۹۹۲ء کے صفحہ ۷۵، ۷٦ پر شائع ہو چکا ہے۔

(۳) سہ ماہی مستقبل ملتان۔ ۱۹۵۱ء مدیر جانشین امیر شریعت سید ابو معاویہ ابوذر بخاری۔ زیر اہتمام نادیۃ الادب الاسلامی ملتان۔

سامنے اپنا نظریہ پیش کیا، لیگ نے اپنا، قوم نے لیگ سے اتفاق کیا اور لیگ قوت حاکمہ بن گئی۔ مدِمقابل پارٹی نہ رہی۔ ہم بہر حال رعایا بن گئے۔ ہم لوگ شروع سے ملکی معاملات کے ساتھ ساتھ کچھ دینی مقاصد بھی رکھتے تھے اور اب تک بفضلہ تعالیٰ رکھتے ہیں۔ موجودہ صورت میں ان دینی مقاصد کو حاصل کرنے کی کوئی اور صورت اگر ہو سکتی ہے تو ارشاد فرمائیں؟ جو کچھ ہونا تھا وہ تو ہو چکا، اور اب کسی صورت میں اس کو بدلنا قومی ہلاکت و تباہی ہے۔ اصلاح احوال سے انکار نہیں وہ بھی ہم کر رہے ہیں۔ مگر مخالف بن کر نہیں۔ موجودہ وقت میں اس فتنۂ مرزائیت کے مقابل میں جو کامیابی ہم کو حاصل ہو رہی ہے وہ باہمی تعاون کا ہی نتیجہ ہے۔ بصورتِ دیگر "منکر مےَ بودن و ہمرنگ مستان زیستن" مشکل ہے۔ روزہ میں یہ مختصر سا جواب عرض خدمت ہے اسے آپ خود ذرا پھیلا کر دیکھیں اور ہماری مشکلات کا اندازہ لگائیں۔ لیگ کی مخالفت فی نفسہٖ کوئی کارِ خیر نہ تھا نہ ہے۔ کسی مقصدِ عالی کے لئے مخالفت و موافقت معنی رکھتی ہے۔ عہدِ فرنگی میں اختلاف بامعنی تھا۔ اب اتفاق سے ہی اصلاحِ احوال کی توقع ہو سکتی ہے۔ ورنہ سرخ پوش، انجمنِ وطن اور دوسری جماعتیں کہاں تک اپنے مقاصد میں کامیاب ہو رہی ہیں۔ فافہم وتدبر۔ والسلام مع الاکرام

دعا گو غریب الدیار

سید عطاء اللہ بخاری

اسی طرح نومبر ۱۹۵۰ء میں کل پاکستان تحفظِ ختمِ نبوت احرار کانفرنس ملتان کے اجلاس میں حضرت امیر شریعت نے اپنے خطبہ صدارت میں مجلس احرار اسلام کی پالیسی کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا۔

☆" بعض لوگ ایک غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ مجلس احرارِ اسلام چونکہ الیکشن بازی سے الگ ہو گئی ہے لہذا اب اسے ملکی معاملات میں دخل اندازی کی ضرورت نہیں رہی۔

گویا ان کا مطلب ہے کہ ہم لوگ مر چکے ہیں۔ یا ہم نے ملک چھوڑ دیا ہے! نہیں اور ہرگز ایسا نہیں۔ یہ ان کی ناتمام خواہش تو ہو سکتی ہے حقیقت نہیں۔

احرار کا وجود اور کردار تاریخ کی بہت بڑی صداقت ہے۔ سیاستِ افرنگ کے فریب خوردہ اسیر سن لیں!

ہم نے اپنے ملک اور اپنے حقوق سے قطعاً کنارا کشی نہیں کی۔ کوئی شریف انسان ایسا نہیں کر سکتا کہ وہ اپنے حقوق شہریت زائل کر دے۔ پاکستان ہمارا ملک ہے اور ہمیں ایک آزاد شہری کی حیثیت سے یہاں رہنا ہے۔ بات کرنا ہے، صحیح راستہ دکھانا ہے اور غلط روی پر ٹوکنا

ہے۔ گردو پیش کے مسائل و حالات سے ہم چشم پوشی کر سکتے ہیں نہ لاتعلق رہ سکتے ہیں۔ اس ملک کی تعمیر میں ہمارا خون پسینہ ہے۔ ہمیں تمام ملکی معاملات پر اپنی رائے کا برملا اظہار کرنا ہے۔ سیاست اور معیشت و تجارت میں حصہ لینا ہے اور ملازمتوں میں اپنا حق بھی وصول کرنا ہے۔ ہمارے بچوں نے یہیں تعلیم حاصل کرنی ہے۔ اور تعلیم کے بعد ملازمت بھی ان کا بنیادی حق ہے۔ ملکی معاملات میں ہمارا بھی اتنا ہی دخل ہو گا جتنا اور کسی کو دعویٰ ہو سکتا ہے۔ ہم اپنا حق شہریت پورا پورا استعمال کریں گے اور کسی قیمت اس سے دستبردار نہیں ہوں گے۔

قافلۂ احرار رکا نہیں ہے۔ ہم نے صرف جدوجہد کا رخ بدلا ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ ہمیشہ سول نافرمانی، ڈائریکٹ ایکشن یا الیکشن کے ذریعے ہی اپنے حقوق حاصل کئے جائیں۔ اور بہت سے معقول ذرائع سے بھی یہ حقوق حاصل ہو سکتے ہیں۔ مجلس احرار اسلام کو اب ملکی سیاست میں نئی حکمتِ عملی کے ساتھ ایک فعال کردار ادا کرنا ہے۔"

مندرجہ بالا دونوں خطوط اور خطبۂ صدارت کے اقتباس سے یہ بات الم نشرح ہو جاتی ہے کہ حضرت امیر شریعت نے مجلس احرار اسلام کا وجود ختم نہیں کیا تھا بلکہ مجلس احرارِ اسلام کو ایک نئی حکمت عملی سے آشنا کر کے میدانِ کارزار میں رواں دواں کر دیا تھا۔

روزنامہ جنگ میں شائع ہونے والے اسی زیر بحث مضمون میں ۱۹۴۹ء کے بعد مجلس احرار اسلام کا وجود اور تحریک تحفظ ختم نبوت ۱۹۵۳ء میں اسکا کردار کہیں نظر نہیں آتا جو کہ تاریخ کا بہت بڑا حصہ ہے۔ بعض واقعات جن کا تعلق براہ راست مجلسِ احرار سے ہے۔ نہ معلوم وہ تمام کے تمام مضمون مذکور میں مجلس تحفظِ ختم نبوت سے کیسے منسوب ہو گئے۔

مثلاً!

۴۹ء میں قادیانیت کے خلاف جلسوں کا انعقاد

۵۰ء کے انتخابات میں مسلم لیگ کے ٹکٹ پر قادیانی امیدواروں کے خلاف جلسے اور ان کی عبرتناک شکست۔

لاہور اور سیالکوٹ میں قادیانیوں کی کانفرنسوں کو ناکام بنانا

پشاور یونیورسٹی میں قادیانیوں کے جلسے کو مسلمانوں کے جلسے میں تبدیل کرنا۔

۱۷-۱۸- مئی ۵۲ء کو کراچی میں سر ظفر اللہ کے جلسے کو درہم برہم کرنا۔

۲ جون ۵۲ء کے اجلاس کراچی میں تشکیل پانے والے علماء کے بورڈ کی طرف سے آل مسلم پارٹیز کنونشن کی ذمہ داری قبول کرنے اور ۱۳ جولائی ۵۲ کو بورڈ کی طرف سے کنونشن کا فیصلہ کرنے

کے بعد جماعتوں کو دعوت نامے جاری کرنا۔

۳۱ دسمبر ۵۲ء کی رات چنیوٹ کا جلسہ اور اسمیں حضرت امیر شریعت کی تقریر، مرزا محمود احمد کی دھمکی کہ ۵۲ احمدیوں کا سال ہے ۳۱ دسمبر کو چنیوٹ کے اسی جلسے میں حضرت امیر شریعت کا جواب دینا کہ ۵۳ء شروع ہو گیا ہے۔ اور یہ مجلس تحفظِ ختم نبوت کا سال ہے۔

۵۳ء میں مجلس تحفظِ ختم نبوت کے دفاتر سیل ہونا؟

☆ حالانکہ اس دور کے تمام اخبارات اور دفتری دستاویزات (جو راقم کے پاس موجود ہیں) اس بات پر شاہد عدل ہیں کہ یہ تمام کارروائیاں مجلس احرار اسلام نے کیں۔ یہاں بھی حضرت امیر شریعت کی تقریر کے جملے میں تحریف کی گئی ہے۔ "آپ نے فرمایا تھا" ۵۳ء مجلس احرار اسلام کا سال ہے۔" احرار کارکن ہی تحریک تحفظ ختم نبوت کے روح رواں تھے۔ مجلس احرار ہی اس تحریک میں داعی جماعت تھی۔ اور دفاتر بھی احرار کے ہی سیل ہوئے تھے۔ احرار کی دعوت پر تمام مکاتبِ فکر کے علماء کراچی میں اکٹھے ہوئے تھے۔ اور آل پارٹیز مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کی تشکیل ہوئی تھی۔

۱۳ جولائی ۵۲ء کو برکت علی ہال لاہور میں آل مسلم پارٹیز کنونشن منعقد ہوا۔ اس کا دعوت نامہ مولانا غلام غوث ہزاروی نے جاری کیا۔ تب وہ مجلس احرار اسلام میں ہی شامل تھے۔ اس دعوت نامہ پر تمام مکاتبِ فکر کے علماء کے دستخطوں کے علاوہ مولانا محمد علی جالندھری کے بحثیت ناظم اعلیٰ مجلس احرار اسلام پنجاب دستخط ثبت تھے۔

۱۴ جون ۵۵ء کو لائل پور میں مجلس تحفظِ ختم نبوت کے اجلاس سے حضرت امیر شریعت نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔

☆ "۱۹۳۵ء میں مجلس احرار کا شعبہ تبلیغ قائم ہوا۔ جس کا تعلق ملک کے سیاسی معاملات سے نہیں تھا۔

(حیات امیر شریعت، جانباز مرزا، صفحہ ۴۰۰)

یعنی اس شعبہ کا روز اول سے سیاسی معاملات کے ساتھ تعلق نہیں تھا۔ سیاسی معاملات کے لئے مجلس احرار اسلام کے سٹیج پر ہی کام ہوا۔ ۱۹۵۴ء میں بھی اسی پالیسی کی تجدید اور اعادہ کیا گیا جو ۳۵ء میں طے ہوئی تھی۔

مجلس تحفظ ختم نبوت کے ایک اور بانی رہنما مولانا تاج محمود نے ۲۸، ۲۹، اکتوبر ۱۹۶۳ء کو احرار کانفرنس لائل پور میں جو تقریر کی اسے بعض اخبارات نے اس سرخی کے ساتھ شائع کیا۔

"مجلس احرار اسلام کا سیاست سے کوئی تعلق نہیں"

چنانچہ مولانا تاج محمود نے اس کی تردید کرتے ہوئے یہ بیان جاری کیا۔

"میں اس خبر کی تردید کرتا ہوں۔

میری تقریر کا اصل فقرہ یوں ہے۔

"موجودہ سیاسیات، جس سے ملکی تخریب کا پہلو نکلتا ہو، مجلس احرارِ اسلام کا اس سیاست سے کوئی تعلق نہیں" (ماہنامہ تبصرہ، لاہور دسمبر ۱۹۶۳ء)

۱۸ اگست ۵۸ء کو حکومت نے مجلس احرار سے پابندی اٹھانے کا اعلان کیا تو ان دنوں مجلس کے دو مرکزی رہنما شیخ حسام الدین اور ماسٹر تاج الدین (جو ۵۶ء میں سہروردی کی عوامی لیگ میں چلے گئے تھے) واپس احرار میں آچکے تھے۔

چنانچہ ۵ ستمبر ۵۸ء کو ملتان میں مجلس احرار اسلام کے نئے دفتر (واقع چمڑا مارکیٹ گھنٹہ گھر) کا افتتاح ہوا۔ جماعت کی بحالی پر ہزاروں احرار کارکنوں نے سرخ وردیوں میں ملبوس ہو کر مارچ پاسٹ کیا اور حضرت امیر شریعت کو سلامی دی، ماسٹر تاج الدین انصاری بھی اس موقع پر موجود تھے۔ امیر شریعت سرخ قمیض پہن کر آئے تھے اور بازو پر جماعت کا بیج آویزاں تھا اس پر لکھا تھا "مجلس احرارِ اسلام" یہ قمیص اور بیج یادگار کے طور پر آج بھی راقم کے پاس محفوظ ہے۔

حضرت امیر شریعت کے ایک خادم خاص مولانا محمد یٰسین (موجودہ نائب مہتمم جامعہ قاسم العلوم ملتان) نے اس جلسے کے حوالے سے راقم کو بتایا کہ

"جماعت کی بحالی پر افتتاحِ دفتر، جلسہ و جلوس کی تیاریاں عروج پر تھیں۔ میں حسبِ معمول حضرت امیرِ شریعت کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا

"مولوی یٰسین آپ نے بھی جلسہ کے انتظامات کے سلسلہ میں کارکنوں کا ہاتھ بٹایا ہے؟

"میں نے عرض کی نہیں"!

فرمایا!

خوب کام کرو اور اپنے زیادہ سے زیادہ دوستوں کو سرخ قمیص پہنا کر جلسہ میں لاؤ۔ تاکہ دشمن پر دھاک بیٹھ جائے کہ احرار زندہ ہیں۔ ختم نہیں ہوئے۔"

چنانچہ میں اور میرے دوست سرخ قمیصوں میں ملبوس ہو کر اس تقریب میں شریک ہوئے۔"

، جلسہ کی تصویر میں مولانا محمد یٰسین حضرت امیر شریعت کے ساتھ کھڑے ہیں) حضرت امیر شریعت پرچم کشائی کی اور احرار کارکنوں سے زندگی کا آخری اور مختصر خطاب فرمایا۔

'مسلمانو! پرچم ختم نبوت گرنے نہ پائے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

احرار رضا کارو! اس تحریک کو زندہ رکھنا، عقیدۂ ختمِ نبوت پر آنچ نہ آئے۔ اس کی حفاظت ہم سب مسلمانوں کی بقا کی اساس ہے۔

☆ میری دعائیں مجلس احرار اسلام کے ساتھ ہیں۔ میں بوڑھا ہو گیا ہوں لیکن میرا عزم جواں ہے، میری رگوں میں اب بھی جوانی کا لہو دوڑ رہا ہے۔ احرار کے سرخپوش جوانو! تمھیں دیکھ کر آج میں بہت طاقتور ہو گیا ہوں۔ میں مطمئن ہوں کہ جب تک احرار زندہ ہیں مرزائی کامیاب نہیں ہوسکتے اور جب تک احرار باقی ہیں نئی نبوت نہیں چلنے دیں گے۔ مسلمانو! متحد ہو کر احرار کی اس دینی جنگ میں شریک ہو جاؤ اور اپنی ایمانی قوت سے انگریزی نبوت کا ٹاٹ لپیٹ دو۔"

ان دنوں پورے ملک میں احرار کارکنوں نے جشن منایا۔ جلوس نکالے، جلسے کئے، دفاتر پر چراغاں ہوئے، سرخ پرچم لہرا دیئے گئے اور جناب شیخ حسام الدین، ماسٹر تاج الدین انصاری، مولانا مظہر علی اظہر، مولانا عبید اللہ احرار اور دیگر رہنماؤں نے مختلف مقامات پر ان اجتماعات میں شرکت کی، روزنامہ آزاد لاہور نے احرار نمبر شائع کیا، اور ملک بھر میں دفاتر کے افتتاح اور جلسوں جلوسوں کی تصاویر شائع کیں۔ تمام رہنما تنظیم نو کے سلسلہ میں سوچ بچار میں مصروف ہو گئے۔

۲۵ ستمبر ۵۸ کو ملتان میں حضرت امیر شریعت کے مکان پر ہی احرار کی ورکنگ کمیٹی کا اجلاس ہو اور جماعت کی تنظیم نو کا فیصلہ ہوا۔ جماعت کی بحالی پر حضرت امیر شریعت نے درج ذیل اخباری بیان جاری کیا۔

☆ "قدرت نے میرے مرنے سے پہلے میری سب سے بڑی آرزو پوری کر دی ہے اور اب میرے مرنے کے بعد میری روح کو اطمینان رہے گا کہ احرار اکٹھے ہو گئے ہیں اور ملک و قوم کی خدمت کے لئے متحد ہیں (روزنامہ آزاد لاہور یکم ستمبر ۵۸)

درج بالا تاریخی حقائق و شواہد کا خلاصہ یہ ہے کہ

۱۔...... مجلس احرار اسلام نے ۴۹ء میں انتخابی سیاست سے دستبرداری اور تبلیغی سرگرمیوں خصوصاً مسئلہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے احرار کے شعبۂ تبلیغ کو مضبوط اور فعال کرنے کا فیصلہ کیا مجلس احرار کو ختم کرنے کا اعلان نہیں ہوا۔

۲۔...... اپریل ۵۰ء میں مرکزی مجلس عاملہ کا اجلاس مرکزی دفتر لاہور میں منعقد ہوا۔ جس میں مولانا محمد علی جالندھری بحیثیت ناظم اعلیٰ مجلس احرار اسلام پنجاب شریک ہوئے۔ اجلاس میں جماعت کی تنظیم اور تبلیغی سرگرمیوں کا جائزہ لیا گیا۔

۳۔...... ۵۰ء کے انتخابات میں مسلم لیگ کی طرف سے چھے قادیانی امیدواروں کو ٹکٹ دینے پر مجلس احرا اسلام نے مرکزی مجلس عاملہ کا اجلاس بلایا۔ اور ۴۹ء کی پالیسی پر غور و خوض کے بعد درج ذیل پریس بیان جاری کیا۔

☆"مجلس احرار اسلام براہ راست سیاسیات میں دخیل نہیں اور نہ ہی وہ الیکشن میں حصہ لینا پسند کرتی ہے۔ لیکن مسلم لیگ نے مرزائیوں کو ٹکٹ دیئے ہیں اب مجلس احرار اسلام ان کا مقابلہ کرنا اپنا دینی فرض سمجھتی ہے۔ (حیاتِ امیر شریعت، جانباز مرزا صفحہ ۳۲۴)

۴۔ ...... ۵۰ء کے انتخابات میں تمام قادیانی لیگی امیدواروں کو مجلس احرار اسلام کی مہم کے نتیجہ میں ہی عبرتناک شکست ہوئی۔ مجلس احرار نے اپنی کامیابی پر لاہور میں یوم تشکر منایا۔ حضرت امیر شریعت نے اس جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے احرار کارکنوں کو خراجِ تحسین پیش کیا اور محاسبہ مرزائیت کی مہم کو تیز تر کرنے کی ہدایت فرمائی۔

۵۔ ...... جولائی ۵۰ء میں مجلس عاملہ کا دوسرا اجلاس ملتان میں حضرت امیر شریعت کی اقامت گاہ پر منعقد ہوا اور تین ارکان پر مشتمل دستور کمیٹی تشکیل دی گئی۔

۱۔ مولانا غلام غوث ہزاروی

۲۔ ماسٹر تاج الدین انصاری

۳۔ سید ابومعاویہ ابوذر بخاری

۶۔ ...... ۲۵ نومبر ۵۱ء کو اوکاڑہ میں مجلس عاملہ کا تیسرا اجلاس ہوا جس میں مولانا محمد علی جالندھری نے اپنا مرتبہ دستور مجلس احرار اسلام منظور کرایا۔ جبکہ جماعت کو انتشار سے بچانے کیلئے سید ابومعاویہ ابوذر بخاری مدظلہ نے اپنا مرتبہ مسودہ دستور مولانا کی مخالفت کی وجہ سے رضاکارانہ طور پر واپس لے لیا۔

۷۔ ...... ۵۲ء میں کراچی میں تمام مکاتبِ فکر کے علماء کا اجلاس مجلس احرار نے بلایا اور آل پارٹیز مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کی تشکیل ہوئی۔ مولانا محمد علی جالندھری مجلس احرارِ اسلام کی نمائندگی کرتے ہوئے اس اجلاس میں شریک ہوئے اور اسی حیثیت میں دستخط کئے۔

۸۔ ...... مولانا محمد علی جالندھری مجلس تحفظِ ختم نبوت کے قیام ۱۹۵۴ء تک مجلس احرار اسلام سے ہی وابستہ رہے۔

۹۔ ...... ۵۲ء میں تمام مکاتب فکر کے نمائندہ ۳۳ علماء کے اجلاس منعقدہ کراچی میں بھی مولانا محمد علی جالندھری نے مجلس احرار اسلام کی نمائندگی کی۔ اس اجلاس میں علماء نے متفقہ طور پر ۲۳ نکات (اسلامی مملکت کے بنیادی اصول) مرتب کئے۔ ۲۳واں نکتہ جو مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے سے متعلق تھا، مولانا محمد علی نے مجلس احرار کی تجویز پر ہی منظور کرایا۔ جبکہ مولانا سید ابومعاویہ ابوذر بخاری بھی بحثیتِ مشیر اس موقع پر آپ کے ہمراہ تھے۔

۱۰۔ ...... مارچ ۵۳ء میں تحریکِ تحفظِ ختم نبوت کے سبب مجلس احرار خلافِ قانون قرار دے دی گئی۔

۱۱- ...... جسٹس منیر کے تحقیقاتی کمیشن میں مجلس احرار نے بھی اپنا بیان دیا۔ حضرت امیر شریعت کا الگ بیان احرار کے مرکزی رہنماء کی حیثیت میں عدالت کے ریکارڈ پر آیا۔

۱۲- ...... ۱۸ اگست ۵۸ء کو مجلس احرار سے پابندی اٹھالی گئی۔

۱۳- ...... ۲۵ ستمبر ۵۸ء کو ملتان میں مجلسِ عاملہ کے اجلاس میں سیاسیات میں دوبارہ شرکت کی قرار داد منظور ہوئی۔

۱۴- ...... ۲۸ ستمبر ۵۸ء کو دار العلوم تقویۃ الاسلام سیشن محل روڈ لاہور کے وسیع ہال میں احرار ورکرز کنونشن ہوا اور ۲۵ ستمبر کی قرار داد کی عمومی تائید بھی حاصل کرلی گئی۔ شیخ حسام الدین صاحب کو مجلس احرار کا کنویز منتخب کیا گیا مگر ایک ماہ اکیس دن بعد ۸ اکتوبر ۵۸ء کو ایوب خان نے مارشل لاء نافذ کر دیا اور جماعت پھر خلافِ قانون قرار دے دی گئی۔

۱۵- ...... ۱۶ جولائی ۶۲ء کو ایوب خان نے سیاسی پابندیاں ختم کیں تو جماعت پھر بحال ہو گئی۔

۱۶- ...... ۲۳ جولائی ۶۲ء کو ملتان میں مجلسِ عاملہ کا اجلاس شیخ حسام الدین کنوینر مجلس احرار کی صدارت میں مجلس تحفظِ ختم نبوت کے دفتر میں ہوا اور تنظیم نو کا اعلان کیا گیا۔

۱۷- ...... ۳۰ اگست ۶۲ء کو لاہور مرکزی دفتر میں مجلس مشاورت کے ذریعے نئے دستور کی منظوری تک عارضی طور پر نظم جماعت چلانے کے لئے سات رکنی کمیٹی تشکیل دی گئی۔ جس میں سید ابو معاویہ ابوذر بخاری اور مولانا تاج محمود بھی شامل تھے۔

۱۸- ...... ۱۹۵۳ء سے ۱۹۶۲ء تک جماعت دو مرتبہ خلافِ قانون ہوئی۔ اس پابندی کی مجموعی مدت تقریباً دس سال بنتی ہے۔ ظاہر ہے ان دس برسوں میں احرار جیسی فعال جماعت کے رہنما اور کارکن خاموش کیسے رہ سکتے تھے۔ چنانچہ ۱۹۴۹ء کے فیصلہ کے مطابق شعبہ تبلیغ تحفظِ ختم نبوت کے نام سے کام کیا گیا۔ ۱۹۵۴ء میں اسی شعبہ کو مارشل لائی مجبوریوں کی بناء پر مجلس تحفظِ ختم نبوت کا نام دے دیا گیا۔ اور اسی عنوان سے احرار کارکن جدوجہد میں مصروف رہے۔ مجلس تحفظِ ختم نبوت اپنے باقاعدہ قیام کے بعد بھی احرار کا شعبہ تبلیغ ہی تھی۔ صرف نظام اور دفاتر علیحدہ کئے گئے تھے۔

۱۹- ...... ۶۲ء میں مجلس احرار اسلام کی قیادت جانشینِ امیر شریعت حضرت مولانا سید ابو معاویہ ابوذر بخاری مدظلہ کو سونپی گئی تو پھر مجلس تحفظِ ختم نبوت احرار سے مستقل طور پر علیحدہ ہو گئی۔

مندرجہ بالا تاریخی حقائق کی روشنی میں فاضل مضمون نگار کی خدمت میں گزارش ہے کہ وہ تاریخ مسخ نہ کریں اور ریکارڈ درست رکھیں۔ ورنہ حقائق منظرِ عام پر آنے سے گڑے مردے اکھڑیں گے۔ جس کی ذمہ داری بہر حال انہیں پر ہو گی۔

مجلس احرار اسلام نے اپنے شاندار ماضی کی روایات کو برقرار رکھا ہے۔ اور ۱۹۷۴ء کی تحریک تحفظ ختم نبوت سے لیکر ۱۹۸۴ء کے امتناع قادیانیت آرڈیننس کے اجراء تک اسکا کردار کسی جماعت سے کسی بھی حیثیت میں کم نہیں۔ جان کی شہادت بھی دی ہے اور وقت و مال کا ایثار بھی کیا ہے۔

اور پھر یہ شرف بھی اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے مجلس احرار اسلام ہی کو بخشا کہ ۱۹۷۴ء میں فرزندان امیر شریعت نے ربوہ میں مسجد کے لئے زمین خریدی اور فروری ۱۹۷۶ء کو حضرت مولانا سید ابومعاویہ ابوذر بخاری مدظلہ نے ربوہ میں مسلمانوں کی پہلی جامع مسجد، "مسجد احرار" کا سنگ بنیاد رکھ کر حضرت امیر شریعت کی آرزو کو پورا کر دیا اور ان کی روح کو تسکین پہنچائی۔

عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ کسی ایک ادارے کا نہیں بلکہ سب مسلمانوں کا مشترکہ فریضہ ہے۔ اس جہاد میں سب مسلمانوں اور دینی جماعتوں نے جسب توفیق حصہ لیا۔ مگر مجلس احرار اسلام کا کردار محض اللہ کے فضل و کرم سے قائدانہ رہا۔ اللہ تعالیٰ سب کی محنت قبول و منظور فرمائے اور امت کو اتحاد و اتفاق کی نعمت سے سرفراز کرے (آمین) میں اس مضمون کو حضرت امیر شریعت کی تقریر کے اس اقتباس پر ختم کرتا ہوں جوان تمام تاریخی تحریفات اور مغالطہ آرائیوں پر برہان قاطع ہے،

"خواہ ساری دنیاء مجھے چھوڑ جائے، میں مجلس احرار اسلام کا علم بلند رکھوں گا۔ حتیٰ کہ جب میں مر جاؤں تو میری قبر پر بھی یہ سرخ پھریرا لہراتا رہے گا۔

(خطبہ صدارت، حضرت مولانا عبید اللہ انور رحمہ اللہ، جلسہ بیاد حضرت امیر شریعت، ۳۰ اگست ۱۹۶۲ء لاہور)

بقیہ از ص ۵۱

نمبر ۵۔ کتاب الثورہ البائسہ از دکتور موسی الموسوی نمبر ۴۹

نمبر ۶۔ کتاب ایضاً صفحہ ۵۱

نمبر ۷۔ کتاب نہج خمینی ترتیب و پیشکش مجلس علمی صفحہ ۱۷ تا ۱۸

نمبر ۸۔ کتاب انقلاب ایران از سید سبط حسن صفحہ ۳۲۲۔

نمبر ۹۔ کتاب انقلاب ایران از سید سبط حسن صفحہ ۳۲۱

نمبر ۱۰۔ کتاب انقلاب ایران از سید سبط حسن صفحہ ۳۱۸۔۳۱۹

نمبر ۱۱۔ کتاب انقلاب ایران از سید سبط حسن صفحہ ۳۲۱

نمبر ۱۲۔ کتاب انقلاب ایران از سید سبط حسن صفحہ ۳۲۰۔۳۱۹

نمبر ۱۳۔ کتاب انقلاب ایران از سید سبط حسن صفحہ ۳۲۱۔۳۲۰

قلم برداشتہ

شمس الاسلام بہاری

ہیں بڑے ہی خبیث مرزائی!

یار تم مرزائیوں کے پیچھے پڑے رہتے ہو کیا یہ بھی کوئی کام ہے؟

طاہر تم چھ ماہ بعد ربوے جاتے ہو واپسی پر نہ جانے تمہیں ربوائی بخار ہو جاتا ہے۔ تم بے کار باتیں کرنے لگ جاتے ہو۔ وہ وہ اول فول بکتے ہو کہ خدا کی پناہ۔ میں تمہاری سنگت و ہمسائیگی سے تنگ آچکا ہوں۔

چودھری صاحب آپ خفا نہ ہوں یہ جمہوریت کا دور ہے مجھے بھی تو اپنی رائے کے اظہار کا حق ہے۔

پھر وہی بات میں نے بھی کبھی تمہاری مذھبی شخصیتوں کو کچھ کہا، تم کو اپنی مذھبی رائے کے اظہار کا تو مکمل حق ہے مگر ہمارے مذھبی زعماء کے حق میں ہرزہ سرائی کا بھی کیا جمہوریت تمہیں حق دیتی ہے؟

نہیں جناب جمہوریت اس کا حق تو نہیں دیتی۔

پھر تم میری پسندیدہ شخصیات کو برا بھلا کہہ کر مجھ سے کس رواداری کی توقع رکھتے ہو؟ ۷۴ برس ہو گئے تمہیں میرے ساتھ کام کرتے ہوئے۔ تمہارا ہمارا گھر بھی ایک ہی محلے میں ہے۔ میں نے رواداری کے جذبے کے ماتحت ہی تمہارا بیسیوں دفعہ تحفظ کیا۔ ورنہ محلے کے نوجوان تمہارا مردہ بھی ذلیل کر دیتے۔ تم نے پچھلے دنوں ایک اور کمینی حرکت کی۔ میرے ہی بچوں کو سیر و تفریح کے بہانے تم پہلے ربوے لے گئے جہاں تم نے مرزا طاہر کا ہفتہ وار ڈرامہ دکھایا، پھر اسکی بہت سی وڈیو کیسٹیں دکھائیں پھر تم نے وہاں سے ایک "چگی داڑھی والے فریبی" کو ساتھ لیکر اپنا ہم سفر بنایا جو بطور خاص تربیت کے لئے ساتھ چپکا رہا۔ تم مری گئے تو مرزائی (قادیانی) کے گھر میں رہے۔ مغرب کے بعد تم میرے بچوں کو اپنے دارالذکر میں لے گئے اور اپنے "ڈبی ٹیبل مذھب" کی تبلیغ کرتے رہے۔ تم سوات اور کاغان ویلی میں گھومے پھرے مگر تم نے ان بچوں کی نگرانی یوں کی جیسے اسرائیلی فلسطینی مسلمانوں کی کرتے ہیں۔ یوں معلوم ہوتا ہے تم نے یہ کار خیر بھی یہودیوں سے سیکھا ہے۔ اب میرے بڑے لڑکے نے اللہ کے فضل و رحمت سے سیکنڈ ڈویژن میں ایم اے انگلش پاس کیا ہے تو تم نے اسے باہر بھجوانے کا جھانسہ دیا۔ اور اسے ۲۵ ہزار ماہانہ کا لالچ دیا اور کہا کہ معمولی بات ہے ایک کام ہمارا بھی کر دو کہ مرزائیت کی "سنہری، وروپہلی" گلی میں سے ہو کر گزر جاؤ اور ہمارا فارم پر کر دو...... جس میں غلام احمد قادیانی سے لیکر مرزا طاہر تک سب کی اطاعت کا وعدہ لیا جاتا ہے۔

تم نے میرے بیٹے کی اطاعت و غلامی سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ سے توڑ کر ایسے گندے غلیظ زناکار

لوگوں سے وابستہ کرانے کی ناپاک حرکت کی، تمہیں شرم نہیں آتی۔ تم نے اس بات کی لاج بھی نہ رکھی کہ میں تمہارا محسن ہوں۔ تم نے محسن کشی کی۔ اس وقت کو یاد کرو جب تمہاری منگیتر کو "الہام" کی خوشخبری کے ذریعہ مسٹر ناصر لے اڑا تھا اور تم روتے ہوئے میرے پاس آئے تھے۔ میں نے پوری ایمانداری سے تمہاری مدد نہیں خدمت کی۔ صرف انسانیت کے حوالے سے۔

چودھری صاحب مجھے معاف کردیں آپ تو سیریس ہوگئے ہیں جانے بھی دیں چودھری صاحب۔ پلیز اپنے رویے پر نظر ثانی کریں۔ مجھے معلوم نہیں تھا کہ آپ بھی ان معاملات میں مذہبی ذہن رکھتے ہیں۔

طاہر! نام تو تمہارا طاہر ہے مگر کام تمہارا نجاست پھیلانا ہے۔ تمہارے اندر کی نجاست تمہاری زبان پر آگئی کہ میں مذہبی ذہن رکھتا ہوں۔ الحمدللہ میں مذہبی ذہن رکھتا ہوں ورنہ سینتالیس برسوں میں تو میری لٹیا ہی ڈوب گئی ہوتی۔ میں، میری بیوی بچے، ہم سب کے سب تمہارے ہم زبان ہوگئے ہوتے واقعۃً تم منافق ہو۔ قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو نے تمہارے متعلق ٹھیک ہی کہا تھا۔ ہم نے بلاوجہ اسکی مخالفت کی وہ تمہیں منافق سمجھتا تھا اسی لئے اس نے تمہارے ساتھ یہ سلوک کیا۔ تم سینتالیس برس تک میرے ہمسایہ میں رہ کر میری انسانیت پروری و ہمدردی کے باجود اپنے اندر کوئی تبدیلی نہیں لاسکے تو تم نے مجھے ہی مذہبی غیرت سے محروم سمجھ لیا تھا جو میری اولاد پر وارداتیا بن کر شبخون مارنے کی ٹھانی۔ تم سچے کافر ہو، اسمیں کوئی شک نہیں۔ تمہاری اس واردات کے بعد مجھے اس بات کا یقین آگیا ہے کہ تم اپنے کفر میں بہت مضبوط اور مرزائیت کا گند پھیلانے کے لئے تمہیں جو بھی روپ دھارنا پڑے تم دھار لیتے ہو، تم بہروپئے ہو اور میں دوبارہ کہتا ہوں بھٹو سچا تھا۔ تم سوالائزڈ منافق ہو...... میں آج کے بعد تمہیں منافق کہوں گا اور تمہیں محلے سے ویسے ہی نکالوں گا جیسے حضور ﷺ نے منافقوں کو نام لیکر مسجد نبوی سے نکالا تھا۔ سنو! مولانا ظفر علی خاں مرحوم و مغفور میرے محسن بھی ہیں اور میرے رہنماء بھی۔ اور میرے زعیم ہیں، میرے پسندیدہ شخص ہیں۔ آج تم نے انکے خلاف بک بک کی تو مجھے بہت تکلیف ہوئی تم ان کی پیش گوئی کے مصداق ہو۔ انہوں نے سچ فرمایا تھا۔

آج بادِ صبا خبر لائی
ہیں بڑے ہی خبیث مرزائی

ساغر اقبالی

طنز و مزاح

زبان میری ہے بات انکی

❋ شراب اور بئیر کا چوتھا کارخانہ جلد کام شروع کر دے گا۔ اقلیتوں **کو** شراب کی اجازت ہے تو کارخانہ لگانے میں کیا قباحت ہے (بہرام آواری)۔

ام الخبائث کے بیٹے بہرام آواری کی زٹلیاں!

❋ ۱۰۵ سالہ بوڑھے نے ۱۰۰ سالہ بیوی کو طلاق دے دی۔ (ایک خبر)

نئی لانا چاہتا ہو گا۔

❋ ایران کسی مذہبی رہنما پر حملے میں ملوث نہیں۔ (ترجمان قونصلیٹ جنرل)

تو پھر حال ہی جس ایک ایرانی سفارت کار کو کس الزام میں پاکستان سے نکالا گیا ہے؟

❋ بیگم وزیر علی پریس کانفرنس میں برہم ہو گئیں۔ (ایک خبر)

جیسے ایک بیگم۔ میاں سے برہم ہوتی ہے۔

❋ زرداری سیلاب زدگان کا مال نہ کھائیں (مرتضیٰ بھٹو)

سالے بہنوئی میں مال ہی کا جھگڑا ہے۔

❋ پاکستانی قوم اسلام کی شیدائی اور نبی ﷺ کی عاشق ہے۔ (سردار آصف)

سردار جی! اپنی بات کریں!

❋ موسیقی روح کو تازگی بخشتی ہے۔ (عابدہ پروین)

روح کو نہیں جسم کو تازگی بخشتی ہے مثلاً نصرت فتح علی اور عابدہ پروین۔

❋ (برلن) ۱۳ سالہ بہن اور ۱۴ سالہ بھائی ایک بچے کے والدین بن گئے۔ (ایک خبر)

سیکس فری معاشرہ، شخصی آزادی، نیو سوشل کنٹریکٹ اور اوپن سوسائٹی کے برگ و بار

❋ ڈاکٹر تاش کھیلتے رہے۔ مرتے ہوئے مریض کی طرف توجہ نہ کی۔ (ایک خبر)

اندھی کمائی نے اندھا کر رکھا ہے۔

❋ سریا اور گارڈر کی قیمتوں میں اضافہ (ایک خبر)

کیا اب بے نظیر نے لوہے کا کام شروع کر دیا ہے؟

❋ اظہر سہیل روزنامہ پاکستان سے نکلنے کے باوجود اسی کے نام پر وزیر اعظم کے ساتھ مصر گئے۔ **(ایک خبر)**

"مقابل ہے آئینہ" دوسروں کو نصیحت۔ خود میاں فضیحت!

❋ تعلیمی میدان میں پاکستان دنیا بھر میں آخری نمبر پر ہے۔ (پروفیسر کرامت علی)

پاکستان میں تعلیم دینے والے کون سے نمبر پر ہیں؟

❋ پاکستان کے پاس ایک درجن ایٹم بموں کے لئے ۲۱۶ کلو گرام یورینیم موجود ہے۔ (امریکی کانگریس)

تے فیر کسی ماے لگدے او!

❋ کسی ٹٹو وزیر اعظم کو قبول نہیں کریں گے۔ (شیخ رشید)

کیوں کوئی مغرب زدہ گدھی پسند آ گئی ہے؟

❋ وزیر اعظم نے الازہر مسجد میں نماز ادا کی۔ (ایک خبر)

دامنِ یار خدا ڈھانپ لے پردہ تیرا

❋ پنجاب اسمبلی میں ہنگامہ۔ بھنگڑے اور بڑھکیں (ایک خبر)

اسمبلی ہے یا بہار شاہ کا میلہ!

❋ نواز شریف کو فوج کی حمایت حاصل نہیں۔ (خالد کھرل)

اس کا مطلب ہے آپ فوج کے ذریعے آئے ہیں۔

❋ گیس کے نرخوں میں سو فیصد اضافے کا فیصلہ (ایک خبر)

اب پورا کریں گے ہم وعدہ!

❋ مہنگائی ختم کرنے کے لئے جامع منصوبہ بندی کی جا رہی ہے (ایک خبر)

یعنی بتدریج غریب کا گلا گھونٹا جا رہا ہے۔

❋ پنجاب اسمبلی کو تالے لگ گئے۔ (ایک خبر)

گالیوں کا بازار مندا پڑ گیا۔

❋ بے نظیر جیالے ججوں سے مجھے تباہ کروانا چاہتی ہے۔ (نواز شریف)

حالانکہ ایک نگاہ غلط انداز ہی کافی تھی!

❋ سیاستدانوں کی بیگمات ہونا بھی قومی خدمت ہے (اقبال حیدر)

اس "قومی خدمت" پر قوم آپ کی شکر گزار ہے۔

❋ نصرت بھٹو نے بے نظیر اور مرتضیٰ بھٹو میں صلح کرادی۔ (ایک خبر)

ڈرامے کا ڈراپ سین!

❋ حامد ناصر کی غلام اسحٰق خان سے ملاقات (ایک خبر)

بوڑھی گھوڑی لال لگام۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

❋ کوکا کولا کی تقریب میں قیصر حسین کی صاحبزادی کا رقص۔ (ایک خبر)
اور قیصر حسین آلِ علی میں سے ہونے کا بھی دعویٰ کرتا ہو گا!
❋ جماعت اسلامی کے رہنماء نعیم صدیقی نے منصورہ چھوڑ دیا۔ (ایک خبر)
جوانوں نے بزرگوں کو ناراض کر دیا۔
❋ پاکستان کے پاس ایٹم بم ہے۔ (سابق وزیر اعظم نواز شریف)
❋ پاکستان کے پاس ایٹم بم نہیں۔ (صدر لغاری)
الٰہی! تیرے سادہ دل بندے کدھر جائیں۔
❋ آصف زرداری نے بھی تسبیح پکڑلی (ایک خبر)
ماسٹر تارا سنگھ نے نماز شروع کر دی۔
❋ اسلام اور سیکس کے موضوع پر میری فلم توبہ کے ہیرو (نعوذ باللہ) خدائے بزرگ و برتر ہوں گے۔ (ایم اے رشید فلم ڈائریکٹر۔ لاہور)
پناہ مانگتا ہوں اللہ کی شیطان مردود سے
❋ کوئی اللہ کا بیٹا یا بچہ ہی ملکی حالات درست کر سکتا ہے۔ (منظور موہل)
لگتا ہے آپ کے خون میں کوئی عیسائی جرثومہ شامل ہے۔
❋ (نعوذ باللہ) عصمت کعبہ کو ٹھکرانے کا موسم آ گیا۔ (نصرت فتح علی کی کافرانہ قوالی)
کیا فرماتے ہیں قوالی پسند علماء بیچ اس مسئلہ کے؟
❋ قائد اعظم لبرل تھے اب ملک میں ملائیت چھا رہی ہے۔ (گورنر پنجاب چودھری الطاف)
ملا تو قائد اعظم نے بھی ساتھ ملائے تھے۔ ویسے آپ قائد اعظم کے کیا لگتے ہیں؟
❋ امریکی اداکارہ سے عشق پر پیر فضل حق جمیعت مشائخ کی صدارت سے برطرف۔ (ایک خبر)
اور نازیبا حرکات پر ملتان کے محمود الحسن نقشبندی کی رکنیت ختم
دلچسپ اندھیرے ہیں، پر نور دکانیں ہیں، داتا تری نگری میں
❋ مینٹل ہسپتال کے ایم ایس کو مریض نے گولی ماردی۔ (ایک خبر)
مریض کا دماغ تو ٹھیک کام کرتا ہے؟
❋ پاکستان میں مذہبی جنونیوں نے اقلیتوں سے بڑی زیادتیاں کی ہیں۔ (بے نظیر)
بے رخیاں! تے وت ساڈے نال!
❋ مسلم لیگی خواتین کا پولیس تشدد کے خلاف مارچ۔ "امریکن سنڈی۔ بے نظیر" منظور وٹو ہائے ہائے۔ کے نعرے۔ (ایک خبر)
یہ جمہوریت کا حصہ ہے۔ چیکدے کیوں او!

آپا ہندہ: جہانِ نسواں

عورت کی آزادانہ حیثیت

۱۹ ستمبر کے خبریں میں "گردوپیش" کے عنوان سے روبی تبسم صاحبہ کا مضمون پڑھا، معاف کیجیے اسے مضمون کہنے کو جی نہیں چاہتا بلکہ متلاتا ہے۔ یوں معلوم ہوتا ہے روبی صاحبہ کا اخبار والوں سے کوئی تعلقِ خاطر ہے اور انہوں نے روبی صاحبہ کے تبسم کی خاطر ان کا فوٹو چھاپنے کی خاطر اور انکو چھاپنے کی خاطر خاصی خاطر مدارت کی ہیں اخبار والوں کا بھلا ہو اس کے پڑھنے سے شاید بہتوں کا بھلا ہوا ہو؟ روبی صاحبہ لکھتی ہیں "ہمارے مذہب اسلام میں بالغ خواتین کے لئے اپنی آزادانہ حیثیت میں الگ تھلگ رہائش لے کر رہنا کسی طور پر منع نہیں"

اور مثال دی ہے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی کہ وہ الگ تھلگ رہتی تھیں اور اپنا کاروبار کرتی تھیں۔ روبی صاحبہ کی معلومات کے اس نادر و نایاب خزانے سے ایک بات تو نکھر کے سامنے آگئی کہ موصوفہ سنی سنائی باتوں کی پٹاری اٹھائے پھرتی ہیں۔

روبی صاحبہ اور ان جیسی یورپین کلچر کی دلدادہ عورتیں ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) سیدہ خدیجہ جب الگ تھلگ رہتی تھیں وہ کافروں کے ماحول میں رہتی تھیں مکہ میں اس وقت کفار کی حکومت تھی اور وہ بھی کافروں کے گھر میں تھی۔

(۲) حضور ﷺ نے اس وقت اعلانِ نبوت نہیں کیا تھا اور تبلیغِ اسلام شروع نہیں فرمائی تھی۔

(۳) سیدہ خدیجہ نے جب شادی کا پیغام دیا تھا وہ کافرہ تھیں اور اپنے ماں باپ کے ماحول میں رہتی تھیں

(۴) جب سیدہ خدیجہ کا نکاح آپ ﷺ سے ہوا تھا تو باپ اور چچا کی سرپرستی اور اجازت سے ہوا تھا باوجودیکہ وہ کافر تھے اور وہ قریش کے اعلیٰ نسب کے اعلیٰ اخلاق و کردار والے لڑکے سے شادی کر رہے تھے۔

کیا روبی صاحبہ کافروں کے ماحول میں رہتی ہیں؟ کیا پاکستان میں کفار کی حکومت ہے؟ کیا سرمائے کے بل بوتے پر پاکستان میں کافرہ عورتوں کی طرح رہا جاسکتا ہے؟

روبی صاحبہ اسلام سے قبل کی خواتین کی زندگی کو اپنی ناگوار سوسائٹی کے لئے دلیل کے طور پر پیش کرتی ہیں اسلام آجانے اور نافذ ہوجانے کے بعد کی خواتینِ اسلام کی پاکیزہ زندگی کو حجت کیوں نہیں بنالیتیں؟

انہیں دلیل بنا کر موجودہ مکروہ فیشن ایبل سوسائٹی کے سامنے کیوں پیش نہیں کرتیں ؟ کیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصالِ حقیقی کے بعد وہ معاشرے میں الگ تھلگ ہو کے رہیں ؟ جیسے پاکستان کی موجودہ بے باک وخوف ناک سوسائٹی میں ویل کلچرڈ عورتیں رہ رہی ہیں ؟

کیا حضور ﷺ کی بیٹیاں بالغ نہیں تھیں (معاذاللہ) کیا وہ بھی سماجی زندگی الگ تھلگ گزارتی تھیں ؟ ڈیڑھ لاکھ صحابہؓ کی بیویاں ، بیٹیاں ، بہنیں ، مائیں (ہزار بار توبہ) روبی صاحبہ آپ کی طرح رہتی تھیں ؟ یا رہنے کی تمنا کرتی تھیں ؟ یا ماں ، بہن ، بیٹی اور بیوی کے مقدس اور پوتر رشتوں کے سوا کسی اور رشتہ سے شناسا بھی تھیں ؟ یورپ نے کئی نئے رشتوں کے اسرار ورموز سے آپ کو تو واقف کر دیا ہے ہمارے مذہب اسلام نے نہیں کیا!

یورپ کی بدمعاش سولائزیشن کے جراثیم کو اسلامائز نہ کریں تو یہ انکا احسان ہوگا۔

مدرسہ معمورہ ملتان کے لئے

جملہ رقوم براہِ راست ہمیں بھیجیں

ہمارے علم میں یہ بات آئی ہے کہ بیرونِ ملک خصوصاً برطانیہ، سعودیہ، متحدہ عرب امارات اور دیگر ممالک میں بعض لوگوں نے حضرت امیر شریعت کے متوسلین سے مدرسہ معمورہ کے لئے چندہ جمع کیا ہے۔ **یا** بعض محبین و مخلصین نے اعتماد کی بنیاد پر ازخود انہیں کچھ رقم ہم تک پہنچانے کے لئے امانتاً دی۔ دونوں صورتوں میں کوئی رقم ہم تک نہیں پہنچی۔

مدرسہ کے تمام معاونین جملہ رقوم براہ راست ذیل کے پتہ پر ارسال کریں۔

نوٹ: بذریعہ چیک رقوم ارسال کرنے والے معاونین بینک خرچ خود ادا کریں یا چیک میں شامل کر کے ارسال کریں۔

بذریعہ منی آرڈر: سید عطاء المحسن بخاری، دارِ بنی ہاشم، مہربان کالونی، ملتان۔ پاکستان

بذریعہ بینک چیک یا ڈرافٹ: بنام سید عطاء المحسن بخاری، اکاؤنٹ نمبر 29932 حبیب بینک لمیٹڈ، حسین آگاہی، ملتان۔

آپا ہندہ | جہانِ نسواں

دو تہذیبوں کی کھلی جنگ

آج کل کے حالات میں دینی قدروں کی حفاظت جس قدر ضروری ہو گئی ہے آپ وہ بخوبی جانتی ہیں، آزادیٔ نسواں کے نام پر جس خباثت اور سفلہ پن کو رواج دیا جا رہا ہے وہ فرنگیوں کے دیس کی کلچرل لعنت ہے۔ ہم اللہ کے فضل و رحمت سے مسلمان ہیں اور مسلمانوں کو ہر حالت میں اپنے دین کے تحفظ کی جدوجہد جاری رکھنی چاہیئے۔ جس چیز کو بچانا اور سجانا مقصود ہو اسکی حفاظت کی جاتی ہے، اسے سینچا جاتا ہے۔ آبیاری کی جاتی ہے۔ جو مالی چار چُول چوکس ہو کر چمن کی رکھوالی نہیں کریگا وہ گل چینوں سے پھول نہیں بچا سکے گا۔ ہمارا گھر ہمارا چمن ہے۔ ہماری اولاد ہمارے مہکتے ہوئے پھول ہیں، زینت چمن ہیں، بہار وطن ہیں، ہمارا مستقبل ہیں، ہمارے جسموں اور ہماری روحوں کا حصہ ہیں۔ ہم اپنی بہار کو، اپنے مستقبل کو، اپنے جسم و روح کو غیروں کے حوالے کیوں کریں؟ کوئی گل چیں ہماری زینت چمن کیوں نوچے؟ ہمارا حسن و جمال زخمی کیوں کرے، ہمارا مستقبل کیوں چھینے، یورپ کا ناپاک کلچر ہم سے ہمارا سب کچھ چھیننا چاہتا ہے۔ یہ خبیث کلچر ہمیں زخم زخم کرنا چاہتا ہے۔ ہمارا سکون برباد کرنا چاہتا ہے۔

میری بہنو بیٹیو ہمت و جرأت سے کام لو اور اپنے اپنے ماحول میں۔

اس بد تہذیب تہذیب کا ڈٹ کر مقابلہ کرو۔

اس بے غیرت کلچر کے خونیں پنجے توڑ دو۔

اس کمینی سولائزیشن کا منہ نوچ ڈالو۔

اس نام نہاد ویل کلچرڈ فیملیز کا بائیکاٹ کرو۔

ان سے متاثر نہ ہوں۔ ان سے مرعوب نہ ہوں، انہیں بہتر نہ سمجھیں۔

اس دور کے بے دین سرمایہ داروں اور بے دین جاگیرداروں کی چہل پہل، زندگی، زرق برق ماحول اور یورپ کی اندھی تقلید میں لگژری لائف ہمارے لئے مثال نہیں۔ یہ کچھ تو مکہ و مدینہ، طائف و نجران، عراق و ایران کے لوگ بھی اسلام سے پہلے کرتے تھے ہمارے لئے تو ہمارے آقا و مولیٰ یٰسین وطٰہٰ سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی حیاتِ طیبہ مثال ہے، قانون ہے، شریعت ہے۔

میری بہنو اور بیٹیو! ہمارے نبی کریم ﷺ کے زمانے میں

عورت کو ڈھانپا گیا.................... کہ وہ ننگی تھی
عوت کو عزت دی گئی.................... کہ وہ بے عزت تھی
عورت کو گھر کی حاکمہ بنایا گیا.............. کہ وہ گھر میں حقیر تھی
عوت کو معلمۂ دین بنایا گیا.................... کہ وہ جاہل و خوانخوار تھی، محض جنسی سمبل تھی۔
عورت کو دینی اقدار کا پابند بنایا گیا.............. کہ وہ آزاد و بے لگام تھی
عورت کو وہ مرتبہ، وہ منصب، وہ درجہ اور وہ مقام بخشا گیا جسکا وہ تصور بھی نہیں کر سکتی تھی۔
میری بہنو بیٹیو! آج پھر کفار و مشرکین کی روایات دھرائی جا رہی ہیں
عورت کو گھر سے نکالا گیا، اسکی حاکمیت ختم کی گئی۔
عورت کو بازار میں لایا گیا۔ جو دنیا کی سب سے بری جگہ ہے۔
عورت کو بازاری بکاؤ مال بنایا گیا۔ اسکا حسن و جمال نوچا گیا، اسکی پاکیزگی و فطرت مسخ کی گئی۔
اسکی نسوانیت و پارسائی زخمی کی گئی۔
اسکی حیا چھین لی گئی، اسکو پھر جنسی تلی بنا دیا گیا۔
میری بہنو میری بیٹیو! بڑھو اور بڑھ کے روک لو۔
ان ناچنے والیوں کو، ان گانے والیوں کو، گٹار کلچر کی ماریوں کو۔
ان بے پرد، بدکار، اور جسموں کی نمائش کرنے والیوں کو...... روک لو خدارا انہیں روک لو۔
روک لو، اللہ کی حدود توڑنے والیوں کو
روک لو، محمد رسول اللہ ﷺ کا دین پامال کرنے والیوں کو
روک لو، دینی اقدار ملیا میٹ کرنے والیوں کو

یہ ہماری متاع عزیز ہے اور سر بازار لٹ رہی ہے۔ اور جسکا مرد آزادیٔ نسواں کے نام پر کافرانہ انداز میں لوٹ رہا ہے۔ اسے لٹنے سے بچا لو، اسکی دنیا بھی سنوار دو اور آخرت میں دوزخ کی آگ سے بچا لو۔

یہ دو تہذیبوں کی کھلی جنگ ہے۔ آپ اپنی طاقت، اپنے وسائل اور اپنی جسمانی وذہنی قوتیں حضور ﷺ کی بخشی ہوئی تہذیب و تمدن پر صرف کریں۔ کفار و مشرکین کی پیروی نہ کریں۔

اللہ آپ کا حامیٔ و ناصر ہو۔ (آمین)

شیخ عبدالمجید احرار امرتسری، گوجرانوالہ

خطیبِ پاکستان حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی رحمہ اللہ سے میری آخری ملاقات

اگست ۶۷ء میں مولانا سید ابو معاویہ ابوذر بخاری مدظلہ نے ملتان میں حضرت امیر شریعت کے یوم وصال پر ایک جلسہ عام کا اہتمام کیا تو مولانا عبیداللہ احرار کو بھی جلسہ میں شرکت کا دعوت نامہ ارسال کیا۔

میں ان دنوں کسی نجی کام سے فیصل آباد گیا تھا۔ مولانا سے ملنے انکے مکان پر گیا تو وہاں مرزا نیاز بیگ مرحوم جو فیصل آباد مجلس احرار اسلام کے سیکرٹری جنرل تھے بیٹھے تھے۔ اور مسئلہ زیر بحث یہ تھا کہ ملتان کے جلسے میں شرکت کیلئے کون جائے! مولانا چونکہ بیمار تھے اور پاؤں کی تکلیف کی وجہ سے چلنے پھرنے سے معذور تھے۔

تھوڑی ردوکد کے بعد صلاح یہ ٹھہری کہ مرزا نیاز بیگ اور "شیخ عبدالمجید" (راقم) ملتان جائیں اور جلسہ میں شرکت کریں۔ چنانچہ مقررہ دن سے ایک روز پہلے ہم دونوں ملتان پہنچ گئے رات دفتر میں قیام کیا باہم مشورہ سے حضرت قاضی صاحب مرحوم سے ملاقات کا پروگرام بنا جو کہ ان دنوں موذی مرض یرقان میں مبتلا اور گھر میں ہی مقیم تھے چنانچہ صبح نماز فجر کے بعد حافظ جی سے اجازت لیکر شجاع آباد کیلئے روانہ ہو گئے! جلسہ چونکہ رات کو تھا اس لئے حافظ جی مانع نہ ہوئے اور جلد واپسی کی تاکید کر دی اور قاضی صاحب کو سلام بھی دیا۔

جمعہ کی نماز سے کچھ دیر پہلے ہم شجاع آباد شاہی مسجد میں پہنچ گئے۔

قاضی عبداللطیف صاحب سے ملکر حضرت خطیب پاکستان سے ملنے کی استدعا کی لیکن انہوں نے عذر کیا مرض کی شدت کے پیش نظر ڈاکٹر نے سختی سے منع کیا ہے کہ کوئی ملاقاتی ملنے نہ پائے!

میں نے کہا آپ میرا رقعہ لے جائیں اور حضرت کو دیں اگر وہ بھی منع کر دیں تو ہمارا سلام عرض کر دیں ہم واپس چلے جائیں گے آپ سے کوئی شکوہ نہ ہوگا۔ سو میں نے اپنا تعارفی رقعہ لکھدیا تھوڑی دیر بعد عبداللطیف صاحب واپس لوٹے اور اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کیا۔ میں اور مرزا نیاز بیگ ساتھ ہو لئے۔ گھر میں داخل ہوئے تو برآمدے میں قاضی صاحب مرحوم چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے!

اللہ اللہ وہ لحیم و شحیم اور قد آور شخصیت مردانہ وجاہت کا نادر پیکر اب ایسے معلوم ہوا جیسے سات سال کے بچے کو داڑھی لگادی گئی ہو! سوکھ کر کانٹا ہو گئے تھے شدتِ مرض سے نڈھال صابر و شاکر اپنے اللہ سے لو لگائے ہوئے تھے!

میں نے سلام عرض کیا۔ مجھے دیکھتے ہی بازو پھیلا دیئے معانقہ کرتے ہی میرے بے اختیار آنسو رواں ہو گئے ان کی پلکیں بھی بھیگ گئیں مرزا صاحب بھی ملے! بیٹھنے کو کہا۔ فرمانے لگے میں تندرست ہوتا تو یہ دن میرے لئے عید کا دن ہوتا انتہائی خوشی کا دن! میں تو اکثر آپ کے پاس آتا رہا آپ پہلی بار آئے ہیں! بڑی شفقت کا اظہار کیا حافظ جی کا سلام عرض کیا۔ انہوں نے تمام احباب سے دعا کی درخواست کی اور جلسہ عام میں بھی دعا کیلئے کہا۔

تھوڑی دیر باتیں ہوتی رہیں پھر فرمایا کہ جمعہ کی نماز کے بعد کھانا کھا کر جائیں معذرت کرنا چاہی تو فرمانے لگے "انکار مت کرنا میری دل شکنی ہو گی"

"جو کچھ ساگ ستو تمہاری اماں نے پکائے ہیں کھا کر جانا"

"اب جائیں نماز کے بعد مسجد میں ہی کھانا پہنچ جائے گا۔ بیماری کی وجہ سے زیادہ گفتگو بھی نہیں کر سکتا۔"

چنانچہ سلام عرض کیا اور واپس مسجد میں آ گئے نماز کے بعد ایک ہجوم تھا جو خطیب پاکستان سے ملاقات اور سلام و دعا کا متمنی اور بضد تھا کہ بغیر ملاقات کے نہ جائیں گے۔ چنانچہ یوں کیا گیا کہ حضرت کی چارپائی صحن میں لائی گئی اور لوگوں کو اجازت دی گئی کہ ایک طرف سے آئیں اور سلام کر کے دوسری طرف سے باہر نکلتے جائیں۔

یہ ترکیب کارگر رہی! اتنے میں قاضی عبد اللطیف صاحب کھانا لیکر آ گئے پر تکلف کھانا تھا گوشت روٹی سویاں اور کئی قسم کی کھجوریں ایک طشتری میں الگ الگ باہتمام رکھی گئیں تھیں! کھانے کے بعد اجازت لی اور واپس ملتان روانہ ہوئے ٹرین میں زیادہ رش نہ تھا سکون سے بیٹھتے ہی پرواز خیال کہاں سے کہاں لے گئی۔

ستائیس سال پیشتر جب قاضی صاحب (مرحوم) سے میری پہلی ملاقات امرتسر میں ہوئی۔

۱۹۴۰ء میں مجلس احرار اسلام کی ہائی کمان کا اجلاس امرتسر میں ہوا جس میں فوجی بھرتی کے خلاف ریزولیوشن منظور کیا گیا۔ اور امرتسر ہی سے اس تحریک کا آغاز ہوا۔

شیخ حسام الدین مرحوم صدر اور آغا شورش کاشمیری سیکرٹری جنرل منتخب ہوئے۔ ملک کی تمام سیاسی جماعتیں ابھی گومگو میں تھیں مجلس احرار اسلام نے اس معاملہ میں بھی سبقت حاصل کر لی۔

بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق
عقل ہے محو تماشائے لب بام ابھی

انگریز دشمنی میں مجلس احرار اسلام صف اول میں شمار ہوتی تھی استخلاص وطن کیلئے مجلس احرار اسلام کے

ایثار و قربانی کے انمٹ نقوش تاریخ کا انمول حصہ ہیں آزادیٔ ہندوستان کی تاریخ مجلس احرار اسلام کے تذکرہ کے بغیر مکمل ہو ہی نہیں سکتی!

شورش کاشمیری پسِ دیوارِ زنداں میں لکھتے ہیں اپریل ۱۹۳۹ء میں آل انڈیا مجلس احرار اسلام کا سالانہ اجلاس پشاور میں منعقد ہوا۔ چوہدری افضل حق صدر تھے انہوں نے ایک تاریخی خطبہ پڑھا جس میں تقریباً تمام سیاسی مسائل پر روشنی ڈالی اور فرمایا جنگ قضا کی طرح یورپ کے سر پر منڈلا رہی ہے۔ جانے کب بگل بج جائے! میں علیٰ وجہ البصیرت کہتا ہوں کہ برطانیہ جنگ جیتے یا ہارے ہندوستان اسکو چھوڑنا پڑے گا۔ ملک آزاد ہو کر رہیگا۔ چوہدری صاحب کا یہ خطبہ نہ صرف انکی سیاسی بصیرت و فراست کا شہ پارہ تھا بلکہ جو کچھ انہوں نے فرمایا وہ حرف بہ حرف پورا ہو کر رہا۔"

مجلس احرار اسلام کے راہنماؤں نے امرتسر ریزولیوشن کے تحت ملک کا طوفانی دورہ شروع کیا۔ جلسے ہوتے جلوس نکلتے لوگ انگریز کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے! انگریز کو اپنا سنگھاسن ڈولتا ہوا نظر آنے لگا۔ پنجاب میں سر سکندر حیات وزیر اعظم تھے۔ جو انگریز کی ناک کا بال سمجھے جاتے تھے۔ اور تھے بھی انگریز کے پشتینی وفادار یا دوسرے لفظوں میں غدار ابن غدار اس نے ڈیفنس آف انڈیا رولز کے تحت تقریباً تمام احرار راہنماؤں کو گرفتار کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ مجلس احرار اسلام نے امرتسر میں "فوجی بھرتی بائیکاٹ" کی قرار داد منظور کرنے کے بعد اسی دن یا اگلے دن گلوالی دروازہ میں ایک جلسہ عام منعقد کیا جس کی صدارت مولانا حبیب الرحمن نے کی دیگر راہنماؤں کے علاوہ سب سے زیادہ جوشیلی تقریر آغا شورش کاشمیری نے کی حتیٰ کہ دوران تقریر مولانا حبیب الرحمن نے شورش کے منہ پر ہاتھ رکھدیا اور جلسہ برخاست کر دیا۔ احرار راہنماؤں نے اپنے اپنے حلقوں میں انگریز کے خلاف میدان کارزار گرم کر رکھا تھا احرار رضا کار دھڑا دھڑ گرفتار ہو رہے تھے۔

سیاسی تحریکوں میں امرتسر کا مسلمان ہمیشہ سر گرم عمل رہا امرتسر شہر کا اپنا ایک مزاج تھا۔ جلیاں والا باغ کے خونی سانحہ کے بعد کانگریس۔ مسلم لیگ۔ خلافت کمیٹی کے مرکزی اجلاسوں کے انعقاد نے اس شہر کی اہمیت کو بہت بڑھا دیا تھا۔ یہاں کے لوگ صحیح معنوں میں جرأت مند تھے۔ ایثار و قربانی کا جذبہ ان میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ کسی معاملہ میں وہ پیچھے نہ رہتے بلکہ ہر معاملہ میں سبقت لے جاتے تھے۔

تجارت ہو یا صنعت۔ یا خطابت۔ صحافت شاعری نعت گوئی (حتیٰ کہ بدمعاشی میں بھی نمبر ایک ہی تھے) حتیٰ کہ پہلوانی میں بھی بے مثال تھے۔ بہر حال تمام سیاسی اور مذہبی تحریکوں کو امرتسر نے جلا بخشی۔ تقسیم ملک کے وقت مارچ ۴۷ء سے لیکر اگست ۴۷ء تک چھ ماہ مسلمانانِ امرتسر نے جس جرأت اور مردانگی سے اپنا دفاع کیا بلکہ ڈٹ کر مقابلہ کیا یہ ایک الگ ولولہ انگیز داستان ہے جو میرے دوسرے مضمون "میں مجلس احرار اسلام میں کیسے شامل ہوا" میں آئیگی خیر تو مذکورہ بالا تحریک کے سلسلے میں دورہ کرتے ہوئے۔ ایک دن قاضی صاحب اچانک امرتسر دفتر مجلس احرار اسلام ہال بازار میں شام کے جھٹپٹے میں آ گئے ہم دو چار کارکن بیٹھے ہوئے تھے میں نے قاضی صاحب کو پہلی مرتبہ دیکھا تھا۔ یہ قاضی صاحب سے میری پہلی ملاقات تھی جو مصافحہ تک محدود تھی۔

قاضی صاحب کو فوراً دفتر سے کسی دوسری جگہ پہنچا دیا گیا۔ پولیس کو سن گن مل گئی تھی رات بھر مصروف احرار کارکنوں کے گھروں پہ چھاپے پڑتے رہے قاضی صاحب نہ ملے۔ صبح جمعرات کا دن تھا۔ ایک رضاکار ٹانگے میں نوبت سجائے آیا۔ ہر چوک پر نوبت بجاتا لوگ اکٹھے ہوتے تو اعلان کرتا "حضرات ایک ضروری اعلان سنئے کل بروز جمعۃ المبارک جمعہ کی نماز جامع مسجد خیر دین ہال بازار میں قاضی احسان احمد شجاع آبادی پڑھائیں گے۔ آپ سے اپیل ہے کہ جوق در جوق جامع مسجد خیر دین آ کر نماز ادا کریں اور احرار راہنما کے خیالات سے مستفید ہوں۔"

سارے شہر میں منادی ہوتی رہی پولیس نے جگہ جگہ ٹانگہ روک کر منادی کرنے والے سے سخت باز پرس کی بلکہ مارا پیٹا بھی کہ بتاؤ قاضی صاحب کہاں ہیں۔ رضاکار مسمسی صورت بنا کر کہتا جناب مجھے کیا پتہ میں تو مزدور آدمی ہوں دیہاڑی کر رہا ہوں ایک آدمی نے یہ رقعہ دیا جو لکھا ہے میں وہی پڑھ رہا ہوں نوبت میری اپنی ہے ٹانگے کا کرایہ بھی اس نے دے دیا ہے اور میری دیہاڑی بھی دے دی ہے شام تک مجھے یہی کام کرنا ہے۔ تھانے دار نے کہا "بس اب بند کرو اور بھاگ جاؤ"

وہ کہتا "نہیں جی ایمانداری بھی کوئی چیز ہے جی میں نے شام تک کے پیسے لئے ہیں بے ایمانی کیوں کروں"

اور نوبت بجاتا یہ جا وہ جا۔۔۔۔۔ بہر حال اعلان ہوتا رہا اور پولیس شکاری کتوں کی طرح قاضی صاحب کی تلاش میں سرگرداں رہی۔

ادھر قاضی صاحب ہر دو تین گھنٹہ بعد اپنا ٹھکانہ بدل دیتے شام کو وہ چٹا کٹڑہ (سفید کٹڑہ) میں شیخ ابراہیم سبزی اور پھل فروش کی دوکان کے اوپر پھلوں کی خالی کریٹوں اور ٹوکریوں کے ڈھیر میں چھپے بیٹھے تھے (شیخ ابراہیم صاحب جھنگ میں مقیم ہیں اور بحمداللہ بقیہ حیات ہیں) قاضی صاحب کے ساتھ حکیم عبدالجبار صاحب کے رشتہ کے بھائی فیروز الدین تھے انکا گزشتہ ہفتہ انتقال ہو گیا۔ اناللہ وانا علیہ راجعون۔ حضرت امیر شریعت سے بڑی عقیدہ و محبت رکھتے تھے۔ مجلس احرار اسلام کے شیدائی تھی!

رات گیارہ بجے اطلاع ملی کہ یہ جگہ بھی غیر محفوظ ہو گئی ہے۔ چنانچہ قاضی صاحب کو وہاں سے بھی نکالا گیا اور سفید لمبا برقعہ اوڑھا کر زنانہ سینڈل پہنچا دیا ساتھ میں دھان پان سے ایک مولوی صاحب جو معمر بھی تھے دو پلی ٹوپی شیروانی میں ملبوس تنگ پاجامہ ایک چھوٹا سا ٹرنک ہاتھ میں لئے آگے آگے اور قاضی صاحب زنانہ لباس میں پیچھے پیچھے ابھی "بازار ورق کٹاں" (ورق سازاں) کیطرف مڑے ہی تھے کہ پولیس کی کئی لاریاں آ گئیں اور پولیس پورے بازار میں اٹینشن ہو گئی اور قاضی صاحب اسی ہیئت کذائی میں چلتے گئے بازار ورق کٹاں سے بتی ہٹہ میں پہنچ گئے آگے بازار صابونیاں میں پھر پولیس سے مڈ بھیڑ ہو گئی۔ اصل میں کسی نے مخبری کی تھی کہ!

گورو بازار کے اندر درشنی ڈیوڑھی میں ایک چھوٹی سی مسجد تھی جسکا امام احراری تھا قاضی صاحب اس

مسجد میں ٹھہرے ہوئے ہیں! یہ تمام علاقہ ہندوؤں کا تھا خال خال مسلمانوں کی دو کانیں تھیں اسلئے پولیس کو یقین آ گیا۔ کہ چھپنے کے لئے معقول ٹھکانہ ہے۔ اب اتفاق کہیئے کہ قاضی صاحب خود ہی اس راستے پر ہو لئے یہ راستہ اس لئے اختیار کیا گیا تھا کہ رات کو بازار بند ہونے کی وجہ سے آمدورفت کم ہو جاتی اور سارا علاقہ ہندوؤں کا تھا کوئی شبہ نہ کرتا بہر حال اب تو پھنس گئے! جانا مسجد خیر الدین میں ہی تھا۔

وہاں انتظام ہو چکا تھا راستہ متعین تھا پولیس نے پورا بازار گھیر رکھا تھا۔ لیکن ٹارگٹ تو مسجد ہی تھا۔

بس مولوی صاحب کو سمجھ آ گئی تھانے دار ہی سے جا کر پوچھنے لگے "اماں تھانیدار صاحب یہاں کوئی ٹانگہ وغیرہ اسٹیشن کیلئے مل جائے گا۔" اور اِس کا جواب سننے سے پہلے قاضی صاحب سے مخاطب ہوئے "اری بیگم جلدی چلو گاڑی چھوٹ جائیگی ایک تو تم عورتوں کے ساتھ سفر پر جانا ایک مصیبت سے کم نہیں! ارے ہاں تھانیدار صاحب کوئی ٹانگہ مل جائیگا"۔

اس نے کہا بڑے میاں ادھر کرموں ڈیوڑھی چوک میں ٹانگہ مل جائیگا بے فکر رہیں "اچھا میاں اللہ آپکا بھلا کرے اری بیگم تم پھر پیچھے رہ گئیں جلدی چلو"

یوں چلتے چلاتے کٹڑہ جیمل سنگھ سے ہوتے ہوئے چوک فرید اور پیلا ہسپتال کے قریب سے ہو کر ہال بازار کے قریب ایک گلی میں ایک پریس تھا اس میں داخل ہو گئے۔

یہ انتظامات پہلے کئے جا چکے تھے۔ پریس کے قیام سے قبل یہ جگہ پلاٹ تھی اور مسجد کا ایک چھوٹا دروازہ اس طرف بھی کھلتا تھا۔ جو اب بند رکھا جاتا تھا۔ اس طرف کوئی آمدورفت بھی نہ تھی اس لئے کسی کا دھیان اس طرف نہ تھا۔

طالبعلموں کے لئے اس طرف غسل خانے بنا دیئے گئے تھے۔ اور رہائشی حجرے بھی ادھر ہی تھے اس دروازے سے قاضی صاحب اندر داخل ہوئے اور کمبل اوڑھ کر لیٹ گئے کسی کو کانوں کان خبر نہ ہوئی۔

صبح فجر کے بعد شہر میں پھر اعلان شروع ہو گیا کہ "حضرت قاضی صاحب شہر میں تشریف لا چکے ہیں اور مسجد خیر الدین میں جمعہ کی نماز سے پہلے خطاب فرمائیں گے"

دو چار جگہ اعلان کرنے والوں کی پولیس نے پٹائی بھی کی جہاں جہاں شبہ ہو سکتا تھا پولیس چھاپے مار رہی تھی کئی کارکنوں کو کوتوالی میں بٹھائے رکھا خانہ تلاشیاں بھی ہوئیں پنجاب کے تمام معروف شہروں کا دورہ قاضی صاحب کر چکے تھے نصف درجن کے قریب وارنٹ گرفتاری ان کے تعاقب میں تھے۔ امرتسر ان کی آخری رزم گاہ تھا۔ ہر جگہ یہی ہوتا رہا کہ قاضی صاحب بگولے کی طرح آتے طوفان کی طرح چھا جاتے اور چھلاوے کی طرح نکل جاتے پولیس ہاتھ ملتے رہ جاتی۔

امرتسر میں بھی پولیس جھک مار رہی تھی۔ سی۔ آئی۔ ڈی والوں کو جھاڑیں پڑ رہی تھیں۔

احرار کارکنوں اور پولیس میں آنکھ مچولی ہو رہی تھی۔ سکندر حیات نے انا کا مسئلہ بنا لیا تھا۔ پنجاب پولیس کے لئے شرم کا مقام تھا آئی جی سب ماتحتوں پر برس رہے تھے کہ چوبیس گھنٹوں سے اعلان ہو رہا

ہے کہ قاضی صاحب شہر میں موجود ہیں لیکن ٹریس نہیں ہو رہے آخر انہیں زمین کھا گئی یا آسمان نگل گیا۔
جیسے جیسے نماز کا وقت قریب ہو رہا تھا۔ پولیس کی سرگرمیاں بڑھ رہی تھیں۔ کارکن مارکھا رہے تھے لیکن بتاتے کیا؟ جن دوچار کارکنوں کو اصل بات کا پتہ تھا وہ شہر سے غائب تھے۔

بضد ہے عزرائیل کہ جاں لے کے ٹلوں
سر بسجود مسیحا کہ میری بات رہے!

کسی بھی طرح مخبری ہو جاتی تو کیے کرائے پر پانی پھر جاتا اللہ تعالیٰ مسبب الاسباب ہیں۔ بس اسی کی حکمت سے اسباب بنتے چلے گئے۔
نماز فجر کے وقت سے ہی پولیس نے مسجد کا صدر دروازہ گھیر رکھا تھا ایک ایک آدمی کی شناخت ہو رہی تھی چھت پر الگ پہرہ تھا۔ قریب کے گھروں پر بھی پولیس موجود تھی۔
ہال بازار دروازہ سے لے کر گول ہٹی تک اور ارد گرد کی تمام گلیوں کی ناکہ بندی ہو چکی تھی۔ نمازیوں کا اتنا اژدہام تھا کہ پہلے کبھی نہ ہوا تھا۔ مسجد کا صحن اور چھت بھر گئی تو بازار میں صفیں لگ گئیں۔ مسجد کے صدر دروازے پر ڈی ایس پی اور اعلیٰ افسر موجود تھے۔ گرفتاری کے تمام انتظامات کر لئے گئے تھے۔ لٹھ بند دستہ تیار تا آنکہ اذان کی آواز گونجی لوگ نماز کے لئے تیار ہو گئے تھوڑی دیر کے بعد سپیکر پر آواز آئی۔
"حضرات قاضی صاحب اور آپکے درمیان حائل نہیں ہونا چاہتا آیئے قاضی صاحب خطاب شروع کیجئے"
قاضی صاحب منبر کے قریب ہی کمبل اوڑھے بیٹھے تھے اٹھ کر مائیک پر آگئے۔ خطبہ مسنونہ کے بعد قاضی صاحب نے تقریر کا آغاز اس شعر سے کیا۔

نشہ پلا کے گرانا تو سب کو آتا ہے
مزہ تو جب ہے کہ گرتوں کو تھام لے ساقی

ادھر قاضی صاحب نے شعر پڑھا اور ادھر ڈی آئی جی نے بے اختیار سی آئی ڈی انسپکٹر کے منہ پر چانٹا رسید کر دیا۔ قاضی صاحب نے آدھ پون گھنٹہ تقریر کی!
انگریز حکومت مردہ باد سر سکندر حیات مردہ باد کے نعرے گونجتے رہے! نماز کا وقت ہوا تو قاضی صاحب نے اعلان کیا حضرات باقی باتیں نماز کے بعد ہونگی تشریف رکھیں۔ نماز کے بعد جب تقریر کیلئے قاضی صاحب نے ابتدائی کلمات ہی ادا کئے تھے کہ پولیس جو پہلے ہی بھری بیٹھی تھی بلاجواز اور بغیر وارننگ کے لاٹھی چارج کر دیا تاکہ لوگ بھاگ جائیں اور گرفتاری میں رکاوٹ نہ ہو!
عجیب افراتفری کا عالم تھا لوگ پولیس سے لاٹھیاں چھین کر مقابلہ پر اتر آئے۔ ممکن ہے بہت نقصان

ہوتا گولی چلنے کی نوبت آ جاتی قاضی صاحب نے للکارتے ہوئے پولیس کو وارننگ دی "او بزدلو کیوں نہتے عوام کو مارتے ہو میں باہر آرہا ہوں چاہوں تو یہاں بھی گرفتاری نہ دوں آپ کچھ نہیں کر سکتے۔ تجربہ آپ کر ہی چکے ہیں۔" لیکن میرے پروگرام میں ہے کہ مجھے امرتسر میں گرفتاری دینا ہے۔ اور میں باہر آرہا ہوں چنانچہ قاضی صاحب ملتے ملاتے مصافحہ کرتے ہوئے مسجد سے باہر تشریف لائے لوگوں نے قاضی صاحب کو پھولوں کے ہاروں سے لاد دیا ہجوم چونکہ بپھر چکا تھا۔

گورنمنٹ برطانیہ اور پولیس کے خلاف شدید نعرے بازی ہو رہی تھی!

ایس پی نے موٹر سائیکل جسکے ساتھ ایک نشستی سائیڈ کار لگی ہوئی تھی مسجد کی سیڑھیوں کے ساتھ لگا دی اور قاضی صاحب کو اس میں بیٹھنے کیلئے کہا!

لوگوں نے موٹر سائیکل کو راستہ دینے سے انکار کر دیا اور دور تک لمبے لمبے لیٹ گئے۔ ایس پی اپنی بے بسی پر سٹ پٹا گیا۔

اور قاضی صاحب سے ملتجی ہوا کہ آپ ان لوگوں کو سمجھائیں ہماری ڈیوٹی ہے ہم مجبور ہیں۔ چنانچہ قاضی صاحب نے دس پندرہ منٹ اور خطاب کیا اور کہا۔ کہ یہ ہمارا فرض ہے کہ ہم آزادی کیلئے جدوجہد کریں سو ہم کر رہے ہیں اس میں جیل جانے کا بھی مرحلہ آتا ہے۔ جسکو ہمیں خندہ پیشانی سے قبول کرنا چاہیئے۔ آپکی محبت آپکی ہمدردی آپکا قربانی کا جذبہ اور انگریز سے بیزاری سب قابل قدر ہیں۔"

انگریز سے گلو خلاصی کیلئے جیل کی صعوبتیں برداشت کرنا بھی ہماری جدوجہد کا حصہ ہیں آپ اس میں رکاوٹ نہ بنیں! شکریہ!

اب تو جاتے ہیں میکدے سے میر
پھر ملیں گے اگر خدا لایا!

یہ تمام واقعات فلم کی ریل کیطرح میرے دماغ کی سکرین پر آتے گئے اور میں گم سم پس و پیش سے بے نیاز انہی مناظر میں کھویا ہوا تھا۔

تا آنکہ مرزا نیاز بیگ نے مجھے جھنجھوڑا شیخ صاحب کہاں کھو گئے ملتان آ گیا۔ اور میں تصوراتی دنیا سے باہر آ گیا۔

نوٹ:

قاضی صاحب کی گرفتاری کے بیرونی مناظر تو میرے سامنے تھے اندرونی کہانی میں نے شیخ ابراہیم صاحب امرتسری (جھنگ والے) سے بالمشافہ سنی تھی!

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

مولانا ابوریحان سیالکوٹی

مقالۂ خصوصی

اَلْفِئَۃُ الْبَاغِیَہ

حدیث قتل عمارؓ کی روشنی میں

حضرت عمارؓ سے متعلق صحیح بخاری وغیرہ میں ایک حدیث ہے جس کے الفاظ یہ ہیں۔

"ویح عمار تقتلہ الفئۃ الباغیہ ،ید عوھم الی الجنۃ(وفی روایہ الی اللہ) ویدعونہ الی النار"۔(صحیح بخاری ص ۶۴ وص ۳۹۴/ ج ۱)

اس میں آنحضرت ﷺ نے یہ پیش گوئی فرمائی ہے کہ حضرت عمارؓ کو ایک باغی گروہ قتل کریگا۔ کہا جاتا ہے کہ وہ باغی گروہ، حضرت معاویہؓ اور ان کے ساتھیوں کا گروہ ہے کیونکہ اسی نے جنگ صفین میں حضرت عمارؓ کو قتل کیا تھا۔ حالانکہ امرِ واقعہ یہ ہے اور خود اسی حدیث میں ہی اس کے قوی شواہد موجود ہیں کہ حضرت عمار کے قاتل اور ''الفئۃ الباغیہ'' کے مصداق، حضرت معاویہؓ اور انکے ساتھی نہ تھے بلکہ وہی سبائی مفسد تھے جو حضرت عثمانؓ کے بھی قاتل اور باغی تھے۔ حضرت معاویہؓ اور ان کے صفینی ساتھیوں کو حضرت عمارؓ کا قاتل اور پھر ''الفئۃ الباغیہ'' کا مصداق بنانا نہ صرف یہ کہ امرِ واقعہ کے خلاف ہے بلکہ مذکورہ بالا جس حدیث کے حوالہ سے انہیں یہ کچھ بنایا، بتایا جاتا ہے۔ خود اسی کی رو سے بھی بالکل غلط اور یقیناً بالکل غلط ہے۔ کیونکہ اس حدیث نے جہاں یہ بتلایا ہے کہ حضرت عمارؓ کو ایک باغی گروہ قتل کریگا۔ وہاں خود اسی نے ہی اپنے مختلف طریق میں اس باغی گروہ کی چند نشانیاں اور علامتیں بھی بڑی وضاحت و صراحت کے ساتھ بیان کر دی ہیں۔ لہٰذا حضرت عمارؓ کا قاتل، باغی گروہ وہی ہو گا۔ جس میں وہ نشانیاں اور علامتیں پائی جائیں گی۔ اور قارئین، انشاء اللہ، ابھی ملاحظہ فرمائیں گے۔ کہ حضرت معاویہؓ اور ان کے صفینی ساتھیوں میں ان میں سے کوئی ایک نشانی بھی نہیں پائی جاتی۔ بلکہ وہ سب کی سب نشانیاں بکمال و تمام حضرت عثمانؓ کے قاتل اور باغی سبائی ٹولے میں پائی جاتی ہیں۔ لہٰذا مذکورہ بالا زیبِ عنوان حدیث کی رو سے وہ سبائی ٹولہ ہی قاتلِ عمارؓ بھی تھا اور ''الفئۃ الباغیہ'' کا مصداق بھی۔

اب قاتل عمارؓ کی وہ نشانیاں ملاحظہ ہوں جو اسی حدیث کے مختلف طرق میں بڑی وضاحت و صراحت کے ساتھ بیان ہوئی ہیں۔

قاتلِ عمارؓ کی پہلی نشانی:

پہلی نشانی، قاتلِ عمارؓ کی اسی حدیث میں یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ کوئی غیر صحابی ہو گا، صحابیِ رسول ﷺ نہ ہو گا۔ چنانچہ اسی کے ایک طریق میں ارشاد نبوی ہے۔

"یاابنِ سمیۃ لایقتلک اصحابی ولکن تقتلک الفئۃ الباغیہ"

(اے ابن سمیہ! تجھے میرے صحابہ قتل نہ کریں گے بلکہ ایک باغی ٹولی قتل کریگی)

(وفاء الوفا باخبار دارالمصطفیٰ للسمہودی ص ۳۳۰/ج ۱۔ العقد الفرید لابن عبد ربہ الاندلسی ص ۳۴۳/ج ۴)

دیکھیئے یہاں آنحضرت ﷺ اپنے صحابہؓ اور قاتلِ عمارؓ باغی گروہ کا آپس میں تقابل کر کے صحابہؓ سے قتلِ عمارؓ کی نفی اور باغی گروہ کے لئے اسکا اثبات فرمارہے ہیں۔ جسکا مطلب یہ ہوا کہ جو صحابہؓ ہیں وہ قاتلِ عمارؓ اور "الفئۃ الباغیہ" کا مصداق نہیں اور جو قاتلِ عمارؓ اور "الفئۃ الباغیہ" کا مصداق ہیں وہ صحابہؓ نہیں۔ قاتلِ عمارؓ کی یہ نشانی، حضرت معاویہؓ میں قطعاً نہیں پائی جاتی کیونکہ وہ یقیناً اور یقیناً صحابیِ رسول ہیں۔ ہاں حضرت عثمانؓ کے قاتل اور باغی سبائی گروہ میں البتہ یہ نشانی علیٰ وجہ الاتم ضرور پائی جاتی ہے۔ کہ وہ سب کے سب غیر صحابہ تھے۔ ان میں کوئی بھی صحابی نہ تھا۔ چنانچہ امام نووی لکھتے ہیں کہ:

"ولم یشارک فی قتلہ احد من الصحابہ"

یعنی حضرت عثمانؓ کے قتل میں صحابہؓ میں سے کوئی ایک بھی شریک نہیں ہوا۔

(نووی شرح مسلم ص ۲۷۲/ج ۲) حافظ ابن کثیر نے بھی تصریح کی ہے کہ:

"ولیس فیھم صحابی وللہ الحمد" (البدایہ والنہایہ ص۲۳۹/ ج۷)

قاتلِ عمارؓ کی دوسری نشانی:

قاتلِ عمارؓ کی دوسری نشانی اس حدیث میں یہ بیان ہوئی ہے کہ وہ باغی ہوگا۔ یعنی بغاوت کا مرتکب وہ پہلے ہو چکا ہوگا اور قتل بعد میں کریگا، چنانچہ بخاری و مسلم وغیرہما کے حوالہ سے حدیث کے یہ الفاظ زبان زدِ خاص و عام ہیں کہ: "تقتلۃ الفئۃ الباغیہ" (قتل کریگی اسکو وہ ٹولی جو باغی ہوگی)

حدیث کے اس جملہ کا مفاد یہ نہیں ہے کہ وہ ٹولی، قتل پہلے کریگی اور باغی پھر اس کے نتیجے میں بعد میں بنیگی، جیسا کہ عام طور پر سمجھا اور سمجھایا جاتا ہے بلکہ اسکا مفاد یہ ہے کہ باغیہ وہ ٹولی پہلے بن چکی ہوگی اور قتل بعد میں کریگی۔ کیونکہ حدیث کے ان الفاظ میں "الفئۃ" کا لفظ ترکیبِ نحوی کے اعتبار سے موصوف ہے اور "الباغیہ" کا لفظ اسکی صفت ہے۔ موصوف اپنی صفت سے ملکر فاعل ہے تقتل فعل کا۔ اور فاعل چونکہ وجوداً مقدم ہوتا ہے اپنے فعل سے اور یہاں فاعل، مجموعہ تہا الفئۃ موصوف اور الباغیہ صفت کا، لہٰذا موصوف، صفت دونوں ہی مقدم ہوں گے فعل قتل سے۔ ورنہ صفت کا تخلف لازم آئیگا اپنے موصوف سے، جس سے نہ موصوف، موصوف رہیگا اور نہ صفت، صفت رہیگی جبکہ حدیث میں وہ صفت موصوف کے طور پر ہی مذکور ہیں۔ اور الباغیہ، صفت اپنے موصوف، الفئۃ کی طرح فعلِ قتل سے مقدم اسی وقت کہی جا سکتی ہے جبکہ حضرت عمارؓ کو قتل کرنے والی ٹولی، باغی پہلے ہو اور قاتل بعد میں بنے۔

آسان لفظوں میں یوں کہیئے کہ حدیث کے اس جملہ میں "تقتل" فعل کا فاعل علی الاطلاق کسی "الفئۃ" کو نہیں بنایا گیا بلکہ خاص اس الفئۃ کو بنایا گیا ہے جو موصوف ہے الباغیہ کے ساتھ لہٰذا ضروری ہے کہ وہ ٹولی قتلِ عمارؓ کے اس وقت موصوف ہو بغاوت کے ساتھ اور یہ تبھی ہو سکتا ہے جبکہ وہ ٹولی، بغاوت پہلے کر چکی ہو اور قتلِ عمارؓ کی مرتکب بعد میں ہو، نہ یہ کہ قتل پہلے کرے اور پھر اسکی وجہ سے الباغیہ بعد میں بنے۔ یہی وجہ ہے کہ حدیث میں "الفئۃ الباغیہ" کو قاتلہ عمارؓ کہا گیا ہے۔ "الفئۃ القاتلہ" کو باغیہ نہیں کہا گیا۔

مختصر یہ کہ حدیث، باغی کو حضرت عمارؓ کا قاتل بتا رہی ہے۔ قاتل کو باغی نہیں بنا رہی۔ یعنی وہ یہ نہیں کہہ رہی کہ جو عمارؓ کو قتل کریگا وہ باغی ہو گا۔ بلکہ وہ یہ کہہ رہی ہے کہ جو باغی ہو گا وہ عمارؓ کو قتل کریگا۔ لہٰذا حدیث کا مفاد، باغی بن کے قتل کرنا ہوا، قتل کر کے باغی بننا نہ ہوا۔

الغرض دوسری نشانی قاتلِ عمارؓ کی حدیث زیر بحث میں یہ بیان ہوئی ہے کہ وہ باغی ہو گا یعنی قتلِ عمارؓ سے پہلے وہ بغاوت کر چکا ہو گا۔

قاتلِ عمارؓ کی یہ نشانی بھی حضرت عثمانؓ کے قاتل اور باغی سبائی گروہ میں ہی پائی جاتی ہے، حضرت معاویہؓ اور ان کے ساتھیوں میں ہر گز نہیں پائی جاتی۔ کیونکہ سبائی ٹولہ ہی قتلِ عمارؓ سے پہلے مسلمانوں کے متفقہ و مسلمہ تیسرے خلیفہ راشد کے خلاف ایسی کھلم کھلا بغاوت کر چکا تھا جو محتاج بیان نہیں۔ باقی رہے حضرت معاویہؓ اور ان کے ساتھی؟ تو انہوں نے حضرت عمارؓ کی شہادت سے پہلے اور اس کے بعد بھی تمام مسلمانوں کے متفقہ و مسلمہ کسی خلیفہ کے خلاف کوئی بغاوت نہ کی تھی۔ کیونکہ بغاوت اصطلاحِ شرع میں کہتے ہیں۔ "خروج عن طاعۃ الامام" کو، نہ کہ شروع سے کسی اہل حل و عقد کے "عدمِ دخول فی طاعۃ الامام" کو۔ حضرت معاویہؓ سے جو کچھ وقوع میں آیا وہ "خروج عن طاعۃ الامام"۔ ہر گز نہ تھا بلکہ شروع سے ہی ایک صاحبِ حل و عقد کا "عدمِ دخول فی طاعۃ الامام"۔ تھا۔ جسکا شرعاً و قانوناً انکو پورا پورا حق حاصل تھا۔ لہٰذا اسکو بغاوت کسی طرح بھی نہیں کہا جا سکتا۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو حضرت نانوتوی رحمہ اللہ کا رسالہ "شہادت امام حسین و کردار یزید" مقدمہ پنجم و ششم۔ جب حضرت معاویہؓ باغی نہ ہوئے تو ان میں قاتلِ عمارؓ کی یہ نشانی بھی نہ پائی گئی۔

قاتلِ عمار کی تیسری نشانی:

تیسری نشانی قاتلِ عمارؓ کی اس حدیث نے یہ بتائی ہے کہ وہ داعی الی النار ہو گا۔ اسکی دعوت، دعوت الی النار ہو گی۔ چنانچہ حدیث کے الفاظ ہیں۔

یدعو هم الی الجنة(وفی روایة الی الله)ویدعونه الی النار"

یعنی حضرت عمارؓ تو اس گروہ کو جنت اور اللہ کی طرف بلا رہے ہوں گے جبکہ وہ گروہ انکو جہنم کی طرف بلا رہا ہو گا۔ (صحیح بخاری وغیرہ)

مطلب یہ کہ حضرت عمارؓ اور ان کے قاتل گروہ کی دعوت، ایک نہ ہوگی بلکہ ایک دوسرے سے مختلف اور آپس میں متضاد ہوگی۔ حدیث کا یہ جملہ محدث عصر حضرت علامہ محمد انور شاہ صاحب کشمیری رحمہ اللہ کے نزدیک اصحابِ صفین سے متعلق ہی نہیں بلکہ ان کفار و مشرکین مکہ سے متعلق ہے جو حضرت عمارؓ کو دینِ توحید اختیار کرنے پر طرح طرح کی ایذائیں پہونچاتے اور انکو کفر و شرک کی طرف دعوت دیتے تھے اور حضرت عمارؓ انکو ایمان و توحید کی طرف بلاتے تھے۔ (فیض الباری ص ۵۲/ج ۲)

ہمارے نزدیک یہی صحیح و صواب ہے اور اس صورت میں حدیث کے اس جملہ کا مصداق بھی بالکل صاف ہے۔ لیکن عام طور پر حدیث کے اس حصہ کو بھی جنگ صفین سے ہی متعلق مانا گیا ہے۔ اگر ایسا ہو تو پھر قاتلِ عمار کی یہ نشانی بھی باغی و مفسد سبائی گروہ میں ہی پائی جاتی ہے۔ حضرت معاویہؓ اور ان کے ساتھیوں میں قطعاً نہیں پائی جاتی۔ کیونکہ سبائی ٹولے نے ہی سیاسی و مذہبی ہر دو محاذ پر خلیفہ المسلمین کے خلاف بغاوت، تفریق بین المسلمین، حضرت علیؓ کی الوہیت و ربوبیت، امامت و وصایت اور اصحاب رسول سے عداوت جیسے باغیانہ و مفسدانہ، کافرانہ و مشرکانہ اور خلاف توحید و رسالت عقائد و نظریات کی طرف صرف عوام کو ہی نہیں بلکہ حضرت عمارؓ سمیت خواص صحابہ کرامؓ تک کو دعوت دی تھی۔ گو صحابہ کرامؓ کو وہ ٹولہ اپنا ہمنوا بنانے میں کامیاب نہ ہو سکا لیکن ان پر بھی ڈورے ڈالنے میں اس نے کوئی کسر نہ چھوڑی تھی۔ جسکی تفصیل فتنہ ابن سبا المعروف بہ تاریخ مذہب شیعہ " پسند فرمودہ حضرت امام لکھنوی رحمہ اللہ از ص ۴۵ تا ص ۱۱۴، اور شہادۃ امام مظلوم مصنفہ مولانا نور الحسن شاہ بخاری مرحوم از ص ۱۹۱ تا ص ۲۳۷، وغیرھما میں دیکھی جا سکتی ہے۔

اور سبائی مفسدوں کی یہ دعوت بلاشبہ دعوت الی النار تھی جبکہ اس کے مقابلہ میں حضرت عمارؓ سمیت تمام صحابہ کرامؓ کی دعوت یقیناً دعوت الی الجنہ اور دعوت الی اللہ تھی۔

حضرت معاویہؓ اور ان کے ساتھیوں میں قاتلِ عمارؓ کی یہ نشانی اس لئے نہیں پائی جاتی کہ ان کی دعوت نہ تو الی النار تھی اور نہ حضرت عمارؓ کی دعوت سے متضاد بلکہ ان کی دعوت بھی بالکل وہی تھی۔ جو حضرت عمارؓ کی تھی، جس کے شواہد حسبِ ذیل ہیں۔

ا۔ کسی اور نے نہیں بلکہ خود آنحضرت ﷺ نے ہی صفینی دونوں عظیم جماعتوں کے بارے میں ان کے آپس کے اسی عظیم قتال کے حوالہ سے ہی فرمایا ہے کہ۔ "دعوتهما واحده"
(ان دونوں جماعتوں کی دعوت ایک ہوگی)
(صحیح بخاری مع الفتح ص ۸۱/ج ۱۳ و مع العینی ص ۲۱۴/جز ۲۴ و البدایہ ص ۲۷۵/ج ۷

ب۔ ایک دوسری حدیث میں آنحضرت ﷺ نے اپنے بعد اپنے صحابہؓ میں ہونے والے اختلافات کے بارے میں خود اللہ تعالیٰ سے پوچھ کر اللہ علیم بذات الصدور کا جواب یوں نقل فرمایا ہے۔

"یامحمدانااصحابک عندی بمنزلة النجوم فی السماء بعضهااقوی من بعض ولکل نورفمن اخذبشیٔ مماهم علیه من اختلا فهم فهو عندی علی هدی الخ"(مشکواة ص۵۵۴)

اس میں اللہ تعالیٰ سب صحابہؓ کو نورانی ستارے اور ان کے اجتہادی اختلافی مواقف کو ہدایت فرما رہے ہیں۔ جبکہ دعوت الی النار والے موقف میں نہ نورانیت ہوتی ہے۔ اور نہ ہدایت۔ معلوم ہوا کہ حضرت عمارؓ اور حضرت معاویہؓ سے کسی کی دعوت بھی دعوت الی النار نہ تھی۔ بلکہ دونوں ہی نورِ ہدایت کی طرف بلانے والے تھے۔

ج۔ اور تو اور خود حضرت عمارؓ کا اپنی اور اہل شام کی دعوت سے متعلق واشگاف الفاظ میں یہ اقرار ہے کہ:

"ان حجتناوحجتهم واحده،وقبلتناوقبلتهم واحده(وفی روایه)ونبیناواحد ودعوتناواحده ودینناواحد"

(ہماری، ان کی حجت ایک ہمارا ان کا قبلہ ایک، ہمارا نبی ایک، ہماری دعوت ایک اور ہمارا دین ایک)

(تہذیب ابن عساکر ص ۴۷۷/ج ا و منہاج السنہ ص ۶۲/ج ۳)

د۔ نہج البلاغہ والے حضرت علیؓ کے گشتی مراسلہ کے یہ الفاظ تو مشہور ہی ہیں کہ:

"اناالتقیناوالقوم من اهل الشام والظاهران ربناواحدٌ ونبیناواحدودعوتنا فی الاسلام واحدة.........والامر واحدالامااختلفنا فیه من دم عثمان ونحن منه براٰء ۔"

(ہمارا اور اہل شام کا تقابل ہوا ہے حالانکہ ظاہر بات ہے کہ ہمارا رب ایک ہے۔ ہمارا نبی ایک ہے، اسلام میں ہماری دعوت ایک ہے۔ (ہمارا اور انکا دینی) معاملہ (بالکل) ایک جیسا ہے مگر خون عثمان کے بارے میں ہمارا اور انکا اختلاف ہو گیا ہے۔ حالانکہ ہم اس سے بری الذمہ ہیں۔ (نہج البلاغہ مع الابن الحدید بیروت ص ۱۶۱/ج ۴)

ہ۔ پھر امر واقعہ بھی تو اس کے سوا کچھ نہیں کہ حضرت معاویہؓ نے حضرت عمارؓ وغیرہ کو قصاصِ عثمانؓ کی طرف ہی دعوت دی تھی، اگر حضرت عثمان کا قتل ناحق تھا اور یقیناً ناحق تھا تو ان کا قصاص اتنا ہی برحق تھا تو حضرت معاویہؓ کی دعوت ایک برحق چیز کی طرف ہوئی اور برحق چیز کی طرف دعوت، دعوت الی الحق ہوا کرتی ہے نہ کہ دعوت الی النار۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت معاویہؓ کے اس مطالبے اور دعوت کو خود حضرت علیؓ تک نے درست اور صحیح مان لیا تھا۔ فی الوقت قصاص لینے سے اپنی معذوری تو بیان فرمائی لیکن فی نفسہٖ مطالبۂ قصاص کو غلط اور دعوت الی النار وغیرہ نہ فرمایا۔ یہ بجائے خود اس بات کی واضح دلیل ہے کہ حضرت معاویہؓ کا یہ مطالبہ ہرگز دعوت الی النار نہ تھا ورنہ حضرت علیؓ اس کو درست تسلیم نہ کرتے۔

و- اہل سنت کے نزدیک حضرت معاویہؓ اپنے صفینی موقف میں حضرت عمارؓ کی طرح مجتہد تھے اور مجتہد اپنے اجتہاد میں خطاء بھی کر جائے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجر ہی پاتا ہے۔ لہذا حضرت معاویہؓ نے بھی اپنے موقف میں اللہ کی طرف سے بہر صورت اجر ہی پایا جبکہ دعوت الی النار کی صورت میں اس کے داعی کو اجر ملنا تو در کنار الٹا وزر کا خطرہ رہتا ہے۔ معلوم ہوا کہ حضرت معاویہؓ کا صفینی موقف، دعوت الی النار نہ تھا اور نہ اس پر ان کو اہل سنت کے نزدیک اجر نہ ملتا۔

ز- حضرت معاویہؓ کے حق میں آنحضرتؐ کی یہ دعا مشہور ہے کہ:

"اللھم اجعلہ ھادیامھدیاواھدیہ"(ترمزی ص۲۴۷/ ج۲)

اور ظاہر ہے کہ ہادی و مہدی کی دعوت الی النار نہیں ہوا کرتی اور نہ دعوت الی النار والا ہادی و مہدی ہی کہلاتا ہے۔

ان شواہد سے یہ بات بخوبی ثابت ہو رہی ہے۔ کہ حضرت معاویہؓ کا صفینی موقف، حضرت عمارؓ کے صفینی موقف کے مقابلہ میں دعوت الی النار نہ تھا۔ بلکہ بالفرض اگر غلط بھی تھا تو تب بھی اس اعتبار سے دعوت الی الجنہ ہی تھا کہ اس صورت میں بھی انکو اجر ہی ملا تھا۔ اور اجر باعث دخول جنت ہے نہ کہ باعث دخولِ نار۔ لہذا قاتلِ عمارؓ کی دعوت الی النار والی یہ نشانی بھی حضرت معاویہؓ اور ان کے ساتھیوں میں نہ پائی گئی۔

قاتل عمارؓ کی چوتھی نشانی:

چوتھی نشانی قاتل عمارؓ کی اس حدیث میں یہ بیان ہوئی ہے کہ وہ جہنم میں داخل ہوگا۔ اور یہ نشانی آنحضرت ﷺ سے ان اکثر حضرات نے نقل کی ہے جو اس حدیث کے مرکزی راوی ہیں۔ یعنی حضرت انس، حضرت ام سلمہ، حضرت عثمان، حضرت عمرو بن العاص، اور حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص (رضی اللہ عنھم اجمعین) چنانچہ

ا- حضرت انسؓ کی روایت سے قاتلِ عمارؓ کی یہ نشانی یوں مروی ہوئی ہے۔

"ابن سمیة تقتلة الفئة الباغية قاتلہ وسالبہ فی النار"

(ابن سمیہ (حضرت عمارؓ) کو ایک باغی ٹولی قتل کریگی، انکو قتل کرنے والا اور انکا مال، اسباب لوٹنے والا جہنم میں جائیگا۔)

(کنز العمال ص ۷۲۵/ج ۱۱۔ سیر اعلام النبلاء ص ۴۲۵/ج ۱)

ب- حضرت ام سلمہ اور حضرت عثمانؓ نے حدیث کے یہ الفاظ یوں نقل کئے ہیں۔

"تقتلک الفئة الباغية قاتلک فی النار"(کنز العمال ص ۷۲۵/ج ۱۱)

ج- حضرت عمرو بن العاصؓ کی روایت کے الفاظ اس طرح ہیں۔

"قاتل عمار وسالبہ فی النار"(کنز العمال ص ۷۲۱، ۷۲۴/ ج۱۱)
نیز یہ کہ "یدخل سالبک وقاتلک فی النار"
تیرا مال اسباب لوٹنے والا اور تجھے قتل کرنے والا جہنم میں داخل ہوگا۔ (کنز العمال ص ۷۲۷/ج ۱۱)
د۔ اور حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما نے حدیث کے یہ الفاظ یوں روایت کئے ہیں
"مالھم ولعمار؟عماریدعوھم الی الجنۃ ویدعونہ الی النار،قاتلہ وسالبہ فی النار"(البدایہ والنہایہ ص۲۶۹/ ج۷)
معنی و مطلب ان سب الفاظ کا وہی ہے جو اوپر روایت انسؓ میں لکھا گیا ہے۔
قاتلِ عمارؓ کی یہ نشانی بھی حضرت معاویہؓ اور ان کے ساتھیوں میں ہرگز نہیں پائی جاتی بلکہ اگر پائی جاتی ہے تو اسی سبائی گروہ میں ہی پائی جاتی ہے۔
حضرت معاویہؓ تو صحابی ہیں۔ اور صحابہؓ کے بارے میں اللہ اور اس کے رسول نے واضح طور پر بتلا دیا ہے۔ کہ ان میں سے کوئی بھی جہنم میں نہ جائیگا۔ چنانچہ اللہ تعالی نے سب صحابہؓ سے "الحسنٰی" کا وعدہ فرمایا۔
"وکلا وعداللہالحسنیٰ"(الحدید)
اور دوسری جگہ فرمایا کہ "الحسنٰی" والے جہنم سے اتنے دور رکھے جائیں گے کہ اسکی آہٹ بھی نہ سننے پائیں گے۔ بلکہ وہ اپنی جی چاہی چیزوں میں ہمیشہ رہیں گے۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے۔
"ان الذین سبقت لھم مناالحسنیٰ اولئک عنھامبعدون لایسمعون حسیسھا وھم فی مااشتھت انفسھم خالدون۔"(الانبیاء)
اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ!
"لاتمس النارمسلماً رآنی او رآیٰ من رآنی"
(کہ جس مسلمان نے مجھے دیکھا یا مجھے دیکھنے والے کو دیکھا۔ (اور اسلام پر ہی اس کی وفات ہوئی) اسکو جہنم کی آگ چھوئے گی بھی نہیں) (ترمذی ص ۲۴۹/ج ۲)
حتٰی کہ خود حضرت علیؓ نے بھی اپنی جماعت کے مقتولین کی طرح حضرت معاویہؓ کی جماعت کے مقتولین کے بھی "فی الجنۃ" ہونے کی شہادت دی تھی۔ چنانچہ فرمایا تھا۔
"قتلا ی وقتلیٰ ومعاویہ فی الجنۃ"(مجمع الزوائد ص۳۵۷/ ج۹)
امام شعبی رحمہ اللہ نے بھی اصحابِ علیؓ اور اصحابِ معاویہؓ دونوں کے بارے میں فرمایا کہ:
"ھم اہل الجنۃ"
(یہ سب جنتی ہیں۔)(البدایہ والنہایہ ص ۲۷۸/ج ۷)
الغرض، حضرت معاویہؓ اور ان کے ساتھی مذکورہ تصریحات کی رو سے جہنم سے دور اور بہت دور ہیں۔

"فی الجنہ" اور "اھل الجنہ" ہیں۔ جبکہ قاتلِ عمارؓ کو آنحضرت ﷺ صراحتہً "فی النار" فرما رہے ہیں۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ حضرت معاویہؓ اور ان کے ساتھیوں میں قاتلِ عمارؓ کی یہ نشانی بھی موجود نہ تھی۔ باقی رہا حضرت عثمانؓ کے قاتل سبائی مفسدوں کا ٹولہ؟ تو ان میں البتہ قاتلِ عمارؓ کی یہ نشانی بھی یقیناً پائی جاتی ہے۔ چنانچہ

ا۔ حضرت علیؓ کی الوہیت و ربوبیت، رجعت و امامت اور وصایت جیسے مشرکانہ و کافرانہ اور خلافِ توحید و رسالت اپنے عقائد و نظریات کے پیش نظر وہ یقیناً "فی النار" ہی ہیں۔

ب۔ مسلمانوں میں جس فتنہ و فساد اور افتراق و انتشار کی بنیاد انہوں نے رکھی۔ اسلام کا نظامِ خلافت جس طرح انہوں نے درہم برہم کیا۔ جس طرح مسلمانوں کو آپس میں لڑا بھڑا کر انکا کشت و خون کروایا۔ ان کی بیت اللہ سے بھی بڑھ کر عزت و آبرو پر جس طرح انہوں نے شبخون مارا اور اس طرح جو دسیوں بیسیوں حقوق اللہ و حقوق العباد انہوں نے پائمال کئے، یہ سب کام یقیناً "اھل النار" کے ہی انہوں نے کئے، اہل جنت کا ان میں سے کوئی ایک کام بھی نہ تھا۔

ج۔ آنحضرت ﷺ نے صراحتہً انہیں ""المنافقون" کا نام دیا۔ چنانچہ ایک دفعہ حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ:

"یاعثمان ان ولاک اللہ ھذا الامر یوماً فارادک المنافقون ان تخلع قمیصک الذی قمصک اللہ فلا تخلعہ"(۱)

اے عثمان اگر اللہ تجھے کسی دن اس امر کا والی بنائے پھر منافق لوگ تجھ سے یہ چاہیں کہ تو اس قمیص کو اتار دے جو اللہ نے تجھے پہنائی ہے تو، تو اس کو نہ اتارنا) (ابن ماجہ ص ۱۱)

اور سب جانتے ہیں کہ منافقین صرف "فی النار" ہی نہیں بلکہ "فی الدرک الاسفل من النار" ہیں۔

ان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار (النساء)

ان سے اللہ تعالیٰ کا وعدہ جنت کا نہیں بلکہ نارِ جہنم کا ہے۔

وعداللہ المنافقین والمنافقات والکفار نار جھنم۔ الایہ (التوبہ)

د۔ صاحب سر رسول اللہ ﷺ حضرت حذیفہ بن الیمانؓ نے تو متعین کر کے قاتلینِ عثمان کو "فی النار" فرمایا چنانچہ جندب الخیر بیان کرتے ہیں کہ جب مصر کے بلوائی حضرت عثمانؓ کی طرف روانہ ہو گئے تو ہم نے حضرت حذیفہؓ سے پوچھا کہ

"آپ کا کیا خیال ہے؟ (یہ بلوائی کیا گل کھلائیں گے؟) انہوں نے فرمایا کہ واللہ یہ انکو قتل کر کے ہی دم لیں گے۔ ہم نے کہا کہ پھر حضرت عثمانؓ کہاں ہوں گے؟ انہوں نے ارشاد فرمایا کہ "فی الجنۃ واللہ" (واللہ جنت میں) ہم نے پوچھا کہ اچھا تو وہ بلوائی؟ انہوں نے جواب دیا کہ "فی النار واللہ" (واللہ جہنم میں) (ازالۃ الخفاء مترجم ص ۳۵۸/ج ۴)

کسی کا "فی الجنۃ" یا "فی النار" ہونا عقل سے متعلق نہیں بلکہ سراسر نقل سے متعلق ہے۔ اس لئے ظاہر ہے کہ حضرت حذیفہؓ نے یہ بات اپنی طرف سے ہرگز نہ فرمائی ہوگی بلکہ یقیناً آنحضرت ﷺ سے سن کر ہی فرمائی ہوگی۔

اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی ارشاد فرمودہ، قاتلِ عمارؓ کی فی النار والی چوتھی نشانی بھی حضرت عثمانؓ کے قاتل و باغی سبائی ٹولے میں کس طرح ہو بہو اور حرف بحرف پائی جا رہی ہے۔ جبکہ حضرت معاویہؓ اور انکے ساتھیوں میں یہ نشانی یکسر مفقود ہے۔

قاتلِ عمارؓ کی پانچویں نشانی:

پانچویں نشانی حضرت عمارؓ کو قتل کرنے والی ٹولی کی اس حدیث میں یہ ارشاد ہوئی ہے کہ وہ "اشقیاء" (بدبختوں) کی ٹولی ہوگی۔

قاتلِ عمار کی چھٹی نشانی:

اور چھٹی نشانی یہ بیان ہوئی ہے کہ وہ ٹولی "اشرار" یعنی شریروں اور فسادیوں کی ٹولی ہوگی۔ چنانچہ ارشادِ نبوی ہے۔

"مالهم ولعمار؟يدعوهم الى الجنة ويدعونه الى النار وذالك فعل الا شقياء الاشرار۔"
(عجب حال ہوگا ان کا اور عمارؓ کا۔ عمارؓ تو ان کو جنت کی طرف بلا رہا ہوگا اور وہ (قاتلینِ عمارؓ) اسکو جہنم کی طرف بلا رہے ہوں گے۔ اور یہ کرتوت ہوگا بدبختوں، شریروں کا)
(کنز العمال ص ۷۲۴/ج ۱۱۔ وفاء الوفاء ص ۳۳۱/ج ۱)

تنبیہ:

ہم بتا آئے ہیں کہ حضرت العلام کشمیری رحمہ اللہ کے نزدیک حدیث کے ان الفاظ کا تعلق کفار و مشرکینِ مکہ سے ہے نہ کہ جنگِ صفین سے، لیکن عام طور پر چونکہ ان کو جنگ صفین سے ہی متعلق بنایا جاتا ہے۔ اس لئے ہم نے اسکی مناسبت سے ترجمہ استقبال والا کیا ہے۔ ورنہ حضرت شاہ صاحب کشمیری رحمہ اللہ کی رائے کے مطابق انکا ترجمہ حال والا ہوگا۔

الغرض حدیث کے یہ الفاظ، کفار مکہ سے متعلق ہوں یا جنگ صفین سے اتنی بات کی تصریح تو ان میں بہر حال فرمادی گئی ہے کہ حضرت عمارؓ کی دعوت الی الجنۃ کے مقابلہ میں ان کو جہنم کی طرف بلانے والے لوگ بدبخت اور شریر لوگ ہوں گے۔ بقیہ ص ۶ پر

طاہر الاشرفی
لیاقت پور۔ ضلع رحیم یار خان

سلام

بہ بارگاہِ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

مہبطِ انوارِ نبوی کے ستاروں کو سلام
نورِ ایماں سے منوّر نور پاروں کو سلام

کفر کی ظلمات میں چمکے مثالِ آفتاب
جادۂ خُلدِ بریں کے رَہ گزاروں کو سلام

جہل و باطل سے رہی زور آزما جنکی حیات!
عزم و ہمت کے دھنی اُن جاں نثاروں کو سلام

انجذابِ علم و حکمت کے محیط بیکراں
پرتو نور نبوت کے مناروں کو سلام

خُوں کی اَرزانی سے دی اسلام کو ابدی حیات
کشت نبوی کے معتبر لالہ زاروں کو سلام

تم رضا مندیٔ حق و عفو سے ممدوح ہوئے
دین و دنیا میں حقیقی کامگاروں کو سلام

ہر ادائے ناز پر بے ساختہ جاں پیش کی
سرفروشانِ محبت، جاں سپاروں سلام

تم سراپا الفت ورأفت تھے آپس میں رحیم
دشمنانِ دین پر شمشیر داروں کو سلام

ایک اک ساتھی بنا سیارۂ رُشد و ھُدے
چاند کا ھالہ کئے روشن ستاروں کو سلام

علم و عرفاں سے سریر آرا تمہاری ہستیاں
ورثۂ پیغمبری کے تاج داروں کو سلام

زندگی بھر کی رفاقت ہم جلیسِ بعدِ موت
روضۂ اطہر میں حاضر باش یاروں کو سلام

پیر وِ اخلاص ہے طاہر تمہارے نام کا
وارثانِ لاالٰہ کے نام داروں کو سلام

ڈاکٹر سبطین لکھنوی

نظریہ ولایت فقیہ، ایرانی شیعہ

علماء اور ایرانی شیعہ دانشوروں کی نظر میں (۲)

ایران کا دانشور، اور جدید تعلیم یافتہ طبقہ خود اپنے ہی وطن میں آج ایک دوراہے پر کھڑا ہے۔ اس کی سمجھ میں کچھ نہیں آرہا کہ خمینی ازم کے "فلسفہ فقیہ" کے ساتھ اصولی مناسبت کے بغیر اس کا ساتھ کسی عملی مناسبت کے سوال کو کیسے حل کیا جاسکتا ہے؟ کم سے کم وہ کون سی شرائط مناسب رہیں گی جن کے تحت خمینی ازم کی جابر اور پاپائیت کے ساتھ سمجھوتے کی کوئی نوعیت تلاش کی جاسکے۔ کیونکہ "ولایت فقیہ" پر مبنی ایران کا موجودہ دستور۔ سنگین اور گھمبیر اغلاط کی ایک ایسی دستاویز ہے۔ جس نے پورے ملک کو شیعہ پاپائیت کے آہنی زنجیروں میں قید کر رکھا ہے۔

ڈاکٹر عزت اللہ صحابی اسلامیات کے ایک معروف ایرانی عالم ہیں۔ موصوف خمینی صاحب کی مقرر کردہ اس کمیٹی کے ایک رکن بھی رہ چکے تھے۔ جو مجلس ایرانی آئین و دستور کا مسودہ تیار کرنے کے لئے منتخب کی گئی تھی۔ انہوں نے تہران کے صحافیوں کو اپنے ایک "انٹرویو" میں بتایا کہ

ولایت فقیہ پر مبنی دستوری دفعہ اسلام کیلئے ایک زبردست خطرہ ہے۔

ایرانی دستور کی دفعہ نمبر ۵ اسلام کے لئے ایک زبردست خطرہ ہے۔ انہوں نے اس دفعہ کی خرابیوں کی نشان دہی کرتے ہوئے بتایا کہ "حکومت اگر غلطی کرے گی تو اس کو بولا جاسکتا ہے۔ لیکن "ولایت فقیہ" سے اگر غلطی سرزد ہوئی تو عوام کا علماء اور "اسلام" دونوں پر سے اعتبار اٹھ جائے گا۔

جناب ڈاکٹر عزت اللہ صحابی نے انکشاف کیا کہ آیت اللہ طلیعانی مرحوم جو انقلابی کونسل کے صدر تھے وہ بھی اس دفعہ کو آئین میں شامل کرنے کے سخت خلاف تھے۔ اسی بنا پر انہوں نے گزشتہ چار ماہ سے اسلامی انقلابی کونسل کا احتجاجاً مقاطعہ کر رکھا تھا۔ (۸)

جناب مہدی بازرگان نے ایرانی دستور کی دفعہ نمبر ۵ پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا۔

جناب خمینی پر تین دفعہ درود شریف

مولویوں نے (ایران کے اندر) شخصیت پرستی کی جو وبا پھیلا رکھی ہے اسکی مذمت کرتے ہوئے مہدی بازرگان نے کہا کہ "کیا اندھیر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تو فقط ایک صلواۃ (صلواۃ بر محمد و آل محمد) اور خمینی صاحب کو تین صلواتیں ملیں۔ جناب سبط حسن ایران کے دستور کی دفعہ نمبر ۵ پر تبصرہ کرتے ہوئے رقمطراز

ہیں کہ اس دستور کے اندر خمینی صاحب ہی سب کچھ ہیں اور مقصد کچھ بھی نہیں۔ سید صاحب کے الفاظ ملاحظہ ہوں۔

ایران کا دستور فرانس کے دستور کو مشرف بہ اسلام کرنے کی ایک کوشش ہے۔

ایران کے آئین کے اس مسودے کا موازنہ جو صدارتی اور پارلیمانی طرز حکومت کا ملغوبہ ہے فرانس کے آئین سے کیجئے تو صاف معلوم ہوگا کہ فرانسیسی آئین کو مشرف بہ اسلام کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ البتہ اس کوشش میں فرانسیسی آئین کی خوبیوں پر تو سیاہی پھیر دی گئی ہے۔ مگر اس میں جو خامیاں ہیں ان کو برقرار رکھا گیا ہے۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ خمینی صاحب نے اپنی ذات کو پیش نظر رکھ کر یہ مسودہ تیار کرلیا ہے۔ اس میں صدر ریاست کو بعینہ وہی اختیارات حاصل ہیں جو شاہ (رضا شاہ پہلوی) کو پرانے آئین میں حاصل تھے۔ بلکہ ہم کو یقین ہے کہ اگر شاہ کو اس مسودہ آئین کے تحت صدر جمہوریہ کی پیش کش کی جائے تو وہ خوشی سے قبول کرلیگا۔ (۱۰)

دستور کی دفعہ نمبر ۵ کے نافذ ہوتے ہی جدید تعلیم یافتہ طبقے کو یہ احساس ہو گیا تھا کہ آئین کی یہ دفعہ لامحدود قسم کی صورتیں اختیار کر سکتی ہے۔ اس دفعہ کے تحت مہدی آخرالزماں کے اختیارات کو "ولایت فقیہ" کے حقیقی یا خیالی فوائد پر قربان کر دیا جائیگا۔ چنانچہ ملاحظہ ہو۔

جناب خمینی کی شخصیت کے تین پہلو آیت اللہ۔ امام۔ اور اولی الامر

اس دفعہ کی رو سے ریاست کے سربراہ کو شاہ (سابق شاہ ایران) سے بھی زیادہ اختیارات حاصل ہوں گے۔ کیونکہ شاہ نے کبھی روحانی پیشوا ہونے کا دعویٰ نہیں کیا تھا۔ جبکہ نئے آئین کے تحت "ریاست" کا سربراہ دنیاوی اور روحانی دونوں امور کا پیشوا ہوگا۔ حضرت علیؓ کے بعد یہ اعلیٰ مقام خمینی صاحب ہی کو نصیب ہوگا۔ وہ پہلے آیت اللہ سے "امام" ہے۔ پھر کردوں سے جن کو وہ طاغوتی کہتے ہیں۔ جہاد کے دوران میں "اولی الامر" ہے اور اب خلافت کی مسند پر بیٹھنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ (۱۱)

روسی زبان کی ضرب المثل بڑی مشہور ہے کہ انسانی مفادات پر اگر ریاضی کے مسلمہ اور بدیہی اصول بھی اپنا کوئی ضرر رساں اثر ڈالتے تو حضرت انسان کی طرف سے ان اصولوں کی قطعی تردید کی کوئی یقینی کوشش ضرور کی جاتی۔ جناب خمینی کے نظریہ ولایت فقیہ نے شیعہ حضرات کے صدیوں پرانے مامور من اللہ امامت کے ساتھ روا رکھا۔ چنانچہ ایران کے شیعہ معاشرے میں ایک ذہنی کشمکش کی صورت پیدا ہو گئی۔ شیعہ مذہب کی پوری تاریخ میں یہ پہلا موقع تھا کہ اثنا عشری مامور من اللہ اصولِ امامت کا ٹکراؤ جناب خمینی کے فلسفہ ولایت فقیہ سے دو بدو ہوا جناب سبط حسن اس ٹکراؤ کی قلمی تصویر ان الفاظ میں پیش کرتے ہیں۔

آیت اللہ شریعت مداری کے مقلدین کے علاوہ خزستان کے بیس لاکھ عربوں نے بھی ایرانی الیکشن کا بائیکاٹ کیا۔

آئین کا مسودہ شائع ہوا تو ملک کے جمہوریت پسندوں نے اس غیر جمہوری دستاویز پر کڑی نقطہ چینی کی۔

چنانچہ تیئس جون کو (جبہ ملی ڈیموکراتیک) کے زیر اہتمام تہران میں ایک بہت بڑا جلسہ ہوا۔ جس میں ہزاروں مردوں اور عورتوں نے شرکت کی۔ اس میں جبہ ملی ڈیموکراتیک کے بانی اور ڈاکٹر مصدق کے نواسے (واضح رہے کہ ڈاکٹر مصدق وہ پہلے انقلابی وزیر اعظم تھے کہ جنہوں نے اپنے دور حکومت میں غالباً ۵۲-۱۹۵۱ء میں شاہ ایران کو ملک چھوڑنے پر مجبور کر دیا تھا۔ شاہ ایران چار روز جلاوطن رہے۔ باوثوق اطلاعات کے مطابق امریکہ کی سی۔ آئی۔ اے حرکت میں آ گئی۔ اس نے ایران کے مجتہد آیت اللہ بروجردی سے معاملہ طے کر لیا۔ آقائے بروجردی نے شاہ ایران کی حمایت میں فتویٰ لکھ کر امریکن سی آئی اے کے حوالے کر دیا۔ غالباً فتویٰ کے اندر یہ الفاظ بھی درج تھے کہ شاہ ایران کے ساتھ بغاوت خود شیعہ مذہب کے ساتھ صریحاً بغاوت ہے۔ یہی فتویٰ شاہ ایران کو وطن واپس لے آیا۔

ڈاکٹر مصدق کے اقتدار کا برج زمین بوس ہو گیا۔ ان کی کابینہ کے وزیر خارجہ ڈاکٹر حسین فاطمی کو برسرعام گولیوں کی باڑھ مار دی گئی۔ خمینی صاحب انہی آقائے بروجردی کے مدرسے میں استاد تھے۔ (مرتب سبطین)

ڈاکٹر مصدق کے نواسے ہدایت اللہ متین دفتری نے بارایسوسی ایشن کے مطالبات کی تائید کی اور کہا کہ کسی غیر نمائندہ گروہ کو آئین سازی کا حق نہیں پہنچتا۔ لہذا مجلس آئین سازی کا انتخاب کیا جائے۔ اور آئین سازی کے فرائض اس کے سپرد کئے جائیں۔ ایسا ہی ایک مظاہرہ فوائین خلق کی جانب سے ۲۹ جون کو ہوا۔ لیکن خمینی صاحب اور ان کے رفقاء پر ان مظاہروں کا کوئی اثر نہیں ہوا بلکہ حکومت کی طرف سے یہ اعلان کیا گیا کہ آئین کے مسودے کو آخری شکل دینے کے لئے مجلس خبرگان کے ۷۳ ارکان کا انتخاب ۳ اگست کو ہوگا۔ اس اعلان کی بھی تمام جمہوری تنظیموں نے مخالفت کی۔

جبہ ملی ڈیموکریٹک نے ۲۶ جولائی کو ایک بیان میں خمینی صاحب پر بدعہدی کا الزام لگایا۔ اور انتخابات میں شرکت سے انکار کرتے ہوئے اعلان کیا کہ "حکومت کی جانب سے بنیادی انسانی حقوق کی جو بے حرمتی ہو رہی ہے۔ ہمارا بائیکاٹ کا فیصلہ۔ اس بے حرمتی کے خلاف اصولی احتجاج ہے۔

آقائے شریعت مداری کا الیکشن بائیکاٹ

آقائے شریعت مداری نے بھی آئین کے مسودے اور مجلس خبرگان پر کڑی نکتہ چینی کی اور کہا کہ میں اس انتخاب میں شریک نہیں ہوں گا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ آذربائیجان اور خراسان کے صوبوں میں جہاں کے (شیعہ) باشندے شریعت مداری کے مقلد ہیں لاکھوں آدمیوں نے الیکشن میں حصہ نہیں لیا۔

ڈاکٹر کریم سبحانی کی جبہ ملی اور مجاہدین خلق نے بھی الیکشن کا بائیکاٹ کر دیا۔ مسٹر حسن نذیر نے جو مشہور بیرسٹر اور نیشنل آئل کمپنی کے مینیجنگ ڈائریکٹر ہیں۔ اور محمد متقی مولوی مرکزی بینک کے گورنر نے اپنے نام واپس لے لئے۔ مسٹر نزنے اپنے بیان میں کہا کہ "انتخابات جس انداز سے کئے جا رہے ہیں۔ وہ انقلاب کے وقار کی توہین ہے۔

خزستان کے بیس لاکھ عربوں نے ایرانی الیکشن کا بائیکاٹ کیا۔

خزستان کے بیس لاکھ عربوں نے جو چار پانچ ماہ سے خمینی کے تشدد کا نشانہ بنے ہوئے ہیں۔ احتجاجاً انتخابات

میں شرکت سے انکار کر دیا۔ جمہوری عناصر نے اس ملک گیر بائیکاٹ کے باوجود الیکشن میں بڑے پیمانے پر دھاندلیاں ہوئیں۔ اور عقید تمند ایرانیوں کو پتہ چل گیا کہ اسلامی نظام کے علمبردار کتنے دیانت دار ہیں۔ (خمینی) حزب اللہ کے مسلح جتھوں نے بیلٹ بکس اپنے امیدواروں کی پرچیوں سے بھر دیئے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ۷۳ میں سے ۵۵ نشستیں ملاؤں کو مل گئیں۔ ان میں سے بیشتر اتنے بوڑھے ہیں کہ دوسروں کے سہارے چھڑی ٹیک کر چلتے ہیں۔ اور آئین سازی کے اصولوں سے بالکل ناواقف ہیں۔ خمینی صاحب نے ۱۹ اگست کو مجلس کے افتتاح کے موقع پر جو پیغام بھیجا اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ آئین میں ترمیمات کی نوعیت کیا ہو گی؟ انہوں نے ارکان مجلس کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ نئے آئین کو سو فیصد اسلامی ہونا چاہیئے (یعنی شیعہ اثنا عشری ہونا چاہیئے للمولف) مسودے میں اس لحاظ سے ضروری ترمیمیں کرتے وقت آپ حضرات ہرگز یہ پرواہ نہ کریں کہ اخبارات کیا کہتے ہیں۔ اور مغرب زدہ ارباب قلم کیا لکھتے ہیں۔ (۱۲)

الیکشن میں کھلی کھلی دھاندلی اور دوسروں کے سہارے پر چھڑی سے ٹیک لگا کر چلنے والے شیعہ مولویوں کے انگوٹھے لگوا کر ایران کے آئین میں ترمیم پرستی کے ذریعہ شیعہ مذہب کی مامور من اللہ امامت کے پہلے والے اصول کو جناب خمینی نے اپنے خود ساختہ نظریہ ولایت فقیہ کے ذریعہ شکست دے دی۔ اب مامور من اللہ امامت کی شیعہ بدیہی حقیقت ولایت فقیہ کی بارگاہ سے منظوری لئے بغیر کوئی آزاد جدوجہد نہیں کر سکتی بلکہ ترمیم پرستی کے ذریعہ مہدی آخرالزماں کی نیابت پر فائز ہو کر "ولایت فقیہ" مامور من اللہ امامت کے نظریے کے ساتھ کھلے اور عام میدان میں ایک نظریاتی جنگ لڑی جا رہی ہے۔ سید سبط حسن آگے چل کر انکشاف کرتے ہیں کہ:

ولایت فقیہ کے پردے میں خمینی نائب امام مہدی آخرالزماں

اسلام کی آڑ لے کر (شیعہ) مولویوں کی آمریت کو مستحکم کرنے کے ایسے عجیب و غریب طریقے اختیار کئے جا رہے ہیں۔ جن کی مثال مسلمانوں کی چودہ سو سالہ تاریخ میں نہیں ملتی۔ اور نہ جعفری یا حنفی فقہ ان کی تصدیق کرتی ہے۔ مثلاً (ایرانی) آئین کی دفعہ ۵ میں ایک ترمیم کی گئی ہے۔ جس کی رو سے "امام آخرالزماں" کے غیاب میں ایران کی اسلامی جمہوریہ کی سربراہی اور قیادت "ولایت فقیہ" کے سپرد ہو گی۔ جو عادل۔ دین دار اور مومن ہو گی۔ اور ملک کی اکثریت کے لئے قابل قبول ہو گی۔

ظاہر ہے یہ صفات فقط آیت اللہ روح اللہ خمینی میں موجود ہیں۔

مزید برآں "اگر کسی فرد واحد کو اکثریت کا اعتماد حاصل نہ ہو۔ تو ایک مجلس فقہاء تشکیل دی جائے گی۔ مجلس فقہا کی تشکیل کا طریقہ قانون کے ذریعہ متعین ہوگا۔" (۱۳)

حوالہ جات

نمبر ۱۔ کتاب الحکومتہ الاسلامیہ از آیتہ اللہ خمینی نمبر ۵۲

نمبر ۲۔ کتاب ایضاً صفحہ ۵۳ تا ۵۴

نمبر ۳۔ کتاب الحکومت الاسلامیہ از خمینی صفحہ ۷۵ نمبر ۴ کتاب الحکومتہ الاسلامیہ از خمینی صفحہ ۴۹

بقیہ ص ۲۱ پر

مجلس احرار اسلام کی رکنیت سازی مہم

مقامی مجالس کے انتخابات فوراً مکمل کر کے مرکز کو ارسال کریں

مجلس احرارِ اسلام کے تمام اراکین و معاونین اور ماتحت شاخوں کو مطلع کیا جاتا ہے کہ مجلس کی رکنیت سازی کی مہم گزشتہ چار ماہ سے جاری ہے۔ تمام ماتحت مجالس ۳۰ نومبر ۱۹۹۴ء تک نئی رکنیت سازی اور مقامی انتخابات مکمل کر کے مرکزی دفتر ارسال کریں۔ فارم رکنیت اور دستور جماعت کی کاپیاں مطلوب ہوں تو مرکزی دفتر دار بنی ہاشم ملتان سے طلب فرمائیں۔ ذیل میں چند انتخابات شائع کئے جا رہے ہیں۔ آئندہ شماروں میں بھی موصول ہونے والے انتخابات مسلسل شائع کئے جائیں گے۔ (مرکزی ناظم نشر و اشاعت)

انتخاب مجلس احرار اسلام بستی پروچڑاں شریف تحصیل خان پور

مجلس احرار اسلام بستی پروچڑاں شریف تحصیل خان پور کا انتخابی اجلاس زیرِ صدارت قاری محمد یوسف صاحب منعقد ہوا۔ جس میں اتفاقِ رائے سے درج ذیل عہدیدار منتخب ہوئے۔

صدر:۔ علامہ محمد اسماعیل مجاھد — ناظم:۔ عبدالغفار پروچڑی

ناظم نشریات:۔ محمد زاھد مدنی — ضلعی نمائندہ:۔ محمد یعقوب

مرکزی نمائندہ:۔ عبدالغفار پروچڑی صاحب

اراکینِ شوریٰ:۔ علامہ محمد اسماعیل مجاھد، محمد زاھد مدنی، عبدالغفار، محمد یعقوب، محمد افضل، محمد اسحٰق، محمد زبیر صدیقی، محمد عابد، عبدالوھاب، عبدالجبار، حافظ امجد تبسم

اجلاس کے آخر میں ابنِ امیر شریعت سید عطاء المحسن بخاری مدظلہ کی قیادت پر مکمل اعتماد کرتے ہوئے جماعت کی ترقی و استحکام کے لئے مزید محنت کرنے، ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت کی اشاعت کو بڑھانے اور جماعتی لٹریچر عام کرنے کے عزم کا اظہار کیا گیا۔

مجلس احرار اسلام تلہ گنگ کا انتخاب

مجلس احرار اسلام تلہ گنگ کے اراکین کا انتخابی اجلاس جناب رفیق غلام ربانی کی صدارت میں منعقد ہوا جس میں درج ذیل عہدیداروں کا انتخاب عمل میں آیا۔

صدر:۔ رفیق غلام ربانی صاحب — نائب:۔ ملک محمد صدیق صاحب

ناظم:۔ عبدالرزاق امجد — ناظم نشریات:۔ محمد عمر فاروق

ارکان مقامی شوریٰ:۔ جناب رفیق غلام ربانی، جناب ملک محمد صدیق، عبدالرزاق امجد، محمد عمر فاروق، غلام یٰسین صاحب، فہیم اصغر، محمد نواز، محمد اشفاق۔ مرکزی نمائندہ: محمد عمر فاروق۔

دیدہ ور

اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے احکامات کا انکار کھلی گمراہی ہے

لاہور میں افتتاحِ دفتر مجلس احرارِ اسلام کے موقع پر ابنِ امیر شریعت سید عطاء المحسن بخاری کا درسِ قرآن کریم۔

لاہور جو علم و حکمت، تعلیم و تعلّم کا مرکز، قدیم و جدید اسلامی ثقافت کا مظہر، دینی و سیاسی تحریکوں کا محور، آزادی و حریت کے رضا کاروں اور مجاہدوں کا مسکن اور قطب البلاد ہے، کسی دور میں احرار کا مرکز کہلاتا تھا۔ تب احرار کے مرکزی رہنما حضرت امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری، چودھری افضل حق، مولانا حبیب الرحمن لدھیانوی، شیخ حسام الدین، ماسٹر تاج الدین انصاری غازی عبدالرحمن جیسے مردانِ احرار کا یہاں پڑاؤ تھا۔ جنکا وجود گورنمنٹ برطانیہ کے لئے سراپا چیلنج تھا۔

لاہور کا دفتر احرار ان حضرات کی دینی وسیاسی سرگرمیوں کا مرکز و محور تھا۔ جہاں سے زمانہ ماضی میں حریت و آزادی کی بیسیوں تحاریک نے جنم لیا۔ احرار نے انہیں پروان چڑھایا اور کامیابیوں سے ہمکنار کیا۔ آج یہی تاریخی اہمیت کا حامل دفتر زمانہ کی دست درازیوں سے خستہ و شکستہ ہوچکا ہے۔ اور اپنی عمر کے ساٹھ برس مکمل کر کے عالم فنا کو سدھارنا چاہتا ہے۔

اس قدیم دفتر کے ناقابلِ رہائش ہونے کی بنا پر نئے دفتر کے قیام کا اہتمام ناگزیر تھا۔ چنانچہ مجلس احرار اسلام لاہور کے ناظم میاں محمد اویس صاحب نے یہ کام اپنے ذمہ لیا اور ۲۹ ستمبر کو رحمن پورہ، اچھرہ میں نئے دفتر کے افتتاح کا اعلان کر دیا۔ اس موقع پر بطور خیر و برکت درسِ قرآن کا بھی اہتمام تھا خطیب تھے حضرت ابن امیر شریعت سید عطاء المحسن بخاری مدظلہ، درسِ قرآن سے قبل احرار کے نائب ناظمِ نشرو اشاعت اور نقیب ختم نبوت کے مدیر جناب سید محمد کفیل بخاری نے مختصر طور پر مجلس احرار کے اغراض و مقاصد پر روشنی ڈالی، اس کے بعد درسِ قرآن کریم کا آغاز ہوا جو قریباً ڈیڑھ گھنٹہ جاری رہا اس تقریب سعید میں مجلس احرار اسلام کے قدیم و جدید کارکنوں اور بزرگوں نے بڑے اشتیاق کے ساتھ شرکت کی۔ محترم چودھری ثناء اللہ بھٹہ صاحب حکیم محمد صدیق تارڑ صاحب، حکیم محمد ذوالقرنین صاحب، چودھری محمد اکرام صاحب، مہر محمد انور صاحب، حکیم محمد انور مجاہد صاحب، میر ریاض صاحب، اور دیگر احباب ہمہ تن گوش تھے۔ ربوہ سے حضرت ابنِ امیر شریعت سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ کی قیادت میں احرار کارکنوں کا ایک

قافلہ بھی اس تقریب میں شریک ہوا۔ ان میں محترم صوفی غلام رسول نیازی صاحب پروفیسر خالد شبیر احمد صاحب (فیصل آباد) اور چنیوٹ کے احباب خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں دفتر کا صحن اور برآمدہ احباب سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ اور یہ دوست ایک عرصہ بعد لاہور میں اکٹھے ہوئے تھے۔ مسرت وانبساط سے معمور اسی ماحول میں درسِ قرآن کریم کا آغاز ہوا۔ درس کا موضوع تھا "قرآنِ حکیم اور ہمارے معاشرتی احوال" حاضرین درس نے جس انہماک سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی باتوں کو سنا اس کی داد نہ دینا بھی بخل ہو گا۔

یہاں حضرت شاہ جی کے درس کا مختصر خلاصہ پیشِ خدمت ہے۔

خطبہ مسنونہ کے بعد ذیل کی آیت تلاوت فرمائی

"ماكان لمؤمن ولامؤمنة اذا قضى الله و رسوله امراً ان يكون لهم الخيرة من امرهم- ومن يعص الله ورسوله، **فقدضل** ضلا لاً مبينا"

یہ بات کسی مومن مرد اور مومنہ عورت کو سجتی نہیں کہ اللہ اور اسکا رسول کسی بات کا فیصلہ فرمادیں تو اس کے بعد بھی انہیں اس بات کا اختیار ہو کہ اپنے معاملہ میں مداخلت کریں (اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم سے ہٹ کر) جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے پس کھلم کھلا گمراہ ہو گیا۔

آجکل مختلف طبقات کے لوگوں کو مجتہد بننے کا بہت شوق ہے۔ کالجز اور یونیورسٹیز کے پروفیسر، سیاست باز، اخبارات کے صحافی، ریٹائرڈ فوجی آفیسرزادہاء و شعرا اور اسی طرح اپوا کی بے پردہ بیگمات دین اسلام کے متعلق اپنی اپنی آراء کا اظہار ضروری خیال کرتے ہیں۔ ان کے خیال میں اب یہ دین پرانا ہو چکا ہے۔ لہذا اسے نئے قالب میں ڈھالنا چاہیئے، روشن خیال اسلام مرتب کرنا چاہیئے۔ جبکہ اللہ فرما رہے ہیں کہ جب اللہ اور اسکا رسول کسی بات کا فیصلہ فرمادیں تو اسمیں کسی چوں چراں کی گنجائش نہیں رہتی، جو شخص ایسا کریگا، کھلم کھلا گمراہ ہو گا۔

اور یہ جو کھلم کھلا گمراہی ہے۔ اللہ نے ایک اور جگہ بھی فرمایا کہ یہ پہلے کب تھی اور اب کیسے ہوگی۔

"لقد من الله على المؤمنين اذبعث فيهم رسولاً من انفسهم يتلوا عليهم آياته ويزكيهم ويعلمهم الكتاب والحكمته وان كانوا من قبل لفى ضلال مبين"

اللہ نے احسان فرمایا مومنین پر کہ معبوث کیا ایک رسول کو انہی کے جیسوں میں سے وہ (رسول) ان پر اس کی آیات کی تلاوت کرتا ہے۔ ان کا تزکیہ کرتا ہے۔ اور انہیں کتاب اور تشریحات کتاب سکھاتا ہے۔ اور وہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔ حضور ﷺ کی آمد سے قبل کھلم کھلا گمراہی کیا تھی؟ اپنی مہمان نوازی جرأت و شجاعت اور دیگر خوبیوں کے باوجود وہ شاعر و ادیب تھے۔ زانی اور شرابی تھے، بدمعاش تھے، جوے باز، نیزہ باز، گھوڑ سوار اور شرطیں لگانے والے تھے۔

اور یہی کھلم کھلا گمراہی تھی۔ اور اب کیا ہے؟ اب بھی تو یہی کچھ ہے۔
اللہ کی نازل کردہ کتاب ہدایت موجود ہے۔ حضور ﷺ کی تیئس برس کی عملی زندگی کا مبارک نمونہ موجود ہے۔ جو بلا امتیاز رنگ و نسل سب کے لئے ہے۔
جو شخص بھی اسکو مانے گا، اس پر چلنے کی کوشش کرے گا، اس کی تابعداری کریگا اس کے لئے حضور ﷺ نے بشارت دی ہے کہ تم کتاب اللہ اور میری سنت سے وابستہ رہو گے، اسکو تھامے رہو گے تو
لن تضلوا
ہرگز گمراہ نہیں ہو گے۔
اور جب بھی اس سے علیحدہ ہو جاؤ گے گمراہی میں گر جاؤ گے۔
قرآنِ پاک میں ہے
ومن یعص اللہ ورسولہ فقد ضل ضلالاً مبینا۔
گمراہی جو حضور ﷺ کی آمد سے پہلے اور نزولِ قرآن سے پہلے تھی۔ وہی تم میں لوٹ کے آجائے گی۔ اسکو بھی
ضلال مبین
کہا اور اسکو بھی
ضل ضلالاً مبینا
کہا اور قرآنِ کریم میں جتنی جگہوں پر یہ الفاظ استعمال ہوئے ہیں ان سب کا مفہوم ایک ہے۔ ضلالِ مبین آج کے دور میں زنا، شراب، چوری، ڈاکہ، قتل، اغوا، سود، جھوٹ اور دیگر امراضِ خبیثہ ہیں۔
مگر آج کے نام نہاد کالم نگار، رائٹرز اور ان پڑھ دانشور اس کو اپنی تہذیب و ثقافت قرار دیتے ہیں۔ آج کے دور میں اسی ضلال مبین کا جادو سر چڑھ کر بول رہا ہے۔ حرام کو حلال باور کرایا جا رہے۔ بے پردگی کو اسلام کہا جا رہا ہے۔ تمام خلافِ اسلام اعمال کو اپنی ثقافت قرار دیکر ملک میں ٹی وی، وی سی آر اور اخبارات و جرائد کے ذریعے رائج کیا جا رہا ہے۔
قرآن و حدیث کی رو سے یہ بات طے شدہ ہے کہ جس شخص نے بھی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات کی خلاف ورزی کی اور انہیں اپنے فکر و عمل سے جھٹلایا پس وہ کھلی گمراہی میں مبتلا ہوا۔ اللہ تعالی ہمیں گمراہی سے بچائے اور نبی کریم ﷺ کے ارشادات اور اسوہ حسنہ پر عمل پیرا ہونے کی توفیق اور یقین عطاء فرمائے۔ (آمین)
اھدنا الصراط المستقیم، صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوبِ علیھم ولا الضالین۔

رپورٹ. مہدی معاویہ

کشمیر مجلس عمل ملتان کے زیرِ اہتمام تحفظ پاکستان کانفرنس سے سید عطاء المؤمن بخاری اور دیگرمقررین کا خطاب.

صرف دعاؤں، تسبیحات اور نوافل کے زور پر موجودہ کافرانہ نظام بدلنے کی کوشش خلافِ سنت ہے۔

جہاد کے بغیر قوموں میں اسلامی انقلاب کی روح بیدار نہیں ہو سکتی۔

اسلام میں صرف اللہ کی آمریت ہے۔

۶ ستمبر یوم دفاعِ پاکستان ہے۔ اس تاریخ کو پاکستان پر ہمسایہ ملک بھارت نے حملہ کر کے اسے فتح کرنے کا ناپاک منصوبہ بنایا تھا۔ مگر اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت اور پاکستانی افواج کی لازوال اور انمٹ نقوش چھوڑ جانے والی بہادری سے دشمن کے دانت کھٹے ہوئے اور اس ہندو بنیے کو چٹیا سمیت اپنے بلوں میں گھسنا پڑا۔ ہر سال اس فتح کے حوالے سے پاکستان میں ۶ ستمبر کو تقاریب منعقد ہوتی ہیں۔ ملتان میں بھی اسی حوالے سے ۶ ستمبر کی شام رعنا ہال میں کشمیر مجلس عمل کی جانب سے ایک پر وقار تقریب تھی۔ اس موقع پر اہل سنت کے تمام مذہبی، سیاسی اور سماجی طبقات کا مثالی اتحاد دیکھنے میں آیا۔ یہ سب حضرت سید عطاء المومن بخاری مدظلہ کی مساعیٔ جمیلہ کا نتیجہ تھا۔ جو کشمیر مجلس عمل کے روحِ رواں اور کنوینر بھی ہیں۔ اس تقریب میں جن حضرات نے خطاب کیا ان کے اسماء گرامی یہ ہیں۔ سید محمد کفیل بخاری (مجلس احرار اسلام) مفتی غلام مصطفیٰ رضوی (بریلوی) قاری محمد حنیف جالندھری (تحریک ملت اسلامیہ) محمد عقیل صدیقی (جماعت اسلامی) سید خورشید عباس گردیزی (جمیعت علماء اسلام) علامہ رشید ارشد (آل جموں و کشمیر مسلم کانفرنس) جناب

محمد شہباز خاں (خاکسار تحریک) مولانا عنایت اللہ رحمانی (اہلحدیث) مولانا عبدالحق مجاہد (مجلس علماء اہلسنت) حافظ محمد احمد معاویہ (تحریک طلباء اسلام) مولانا عبدالرزاق (جمیعت اتحاد العلماء) سید خالد محمود ندیم (جمیعت اہلحدیث) صدارت حضرت سید عطاء المومن بخاری مدظلہ کی تھی۔ سٹیج سیکرٹری کے فرائض راؤ ظفر اقبال صاحب (جماعت اسلامی) نے سرانجام دیئے۔ حضرت سید عطاء المومن بخاری مدظلہ نے اپنے فکر انگیز صدارتی خطاب میں فرمایا۔ آج ہمارے ملک کو جو مشکلات درپیش ہیں پاکستان کو ان سے تحفظ کی ضرورت ہے۔ پاکستان دنیا کے اندر اپنی نوعیت کی واحد اسلامی نظریاتی مملکت ہے۔ جس کی مثال تاریخ انسانی میں نہیں ملتی۔ پاکستان کو ہم نے اسلام کے نام پر حاصل کیا اور ہندوستان کے مسلمانوں نے اپنی

نظامِ جمہوریت کو پائے استحقار سے ٹھکرائے بغیر کوئی سی ترقی ناممکن ہے۔

آئندہ نسل، اپنی تہذیب و تمدن، اپنی عبادات، معاشیات، سیاسیات غرض اپنی پوری زندگی کو نہ صرف محفوظ کرنے کے لئے بلکہ دنیاء انسانی کے سامنے ایک مثالی معاشرہ تشکیل دینے کے لئے ایک قربانی دی۔ اس کے لئے محنت کی اور پاکستان بنانے کے لئے سیاسی قائدین سامنے آئے انہوں نے نعرہ لگایا کہ پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ! مسلمان جو اس سرزمین سے ایک ہزار برس سے وابستہ تھے انہوں نے اس نعرے کو سننے کے بعد اپنے آپ کو وہاں اجنبی محسوس کیا، وہ اپنی زمینیں، جاگیریں۔ مکانات، دکانات سب کچھ چھوڑ کر کسمپرسی کے عالم میں عزت آبرو کی قربانی دیکر اس تصور سے اس ملک میں داخل ہوئے کہ یہاں ہم اپنی زندگی دینِ اسلام کے مطابق گزاریں گے۔ لیکن آج سنتالیس برس گزر جانے کے بعد بھی وہ خواب شرمندہ تعبیر نہیں ہوا جس خواب کو شرمندہ تعبیر کرنے کے لئے لوگوں نے اپنی مائیں، بہنیں، بہو بیٹیاں قربان کیں۔ ہم اور آپ اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ سرکاری اعداد و شمار کے مطابق پچپن ہزار عورتوں کی تعداد ہے جو ہندو، سکھوں کی جنسی ہوس کا نشانہ بنیں۔ کیا ملت اسلامیہ کی بہو بیٹیوں کی اتنی کثیر تعداد کی قربانی کی سزا اس صورت میں ملنی چاہیئے کہ آج وہ دن جوان کی امیدوں، تمناؤں اور آرزوؤں کے پورا ہونے کا تھا اس دن کو ناچ، گانے، فحاشی و عریانی کی نذر کر کے ان کی منزل آنکھوں سے اوجھل کر دی جائے؟؟۔

آج یہاں بعض لوگ صرف دعاؤں، تسبیحات اور نوافل کے زور پر موجودہ کافرانہ نظامِ ریاست جمہوریت کو بدلنے کی خلاف سنت کوشش کرتے ہیں۔ کائنات میں کون سی ذات ہے جس کی دعا نبی کریم ﷺ سے زیادہ مؤثر ہو سکتی ہے مگر اس کے باوجود حضور ﷺ میدانِ جہاد میں نکلے۔ اور حکم قرآن کے مطابق تمام ممکنہ وسائل

اکٹھے کئے جہاد کے بغیر قوموں میں انقلاب کی روح بیدار نہیں ہو سکتی۔

جس قوم نے نونہالوں، بہو بیٹیوں، جوانوں، بوڑھوں کے لئے سرکاری انتظام و اہتمام کے ساتھ گانے بجانے اور ساز کی آواز کانوں میں پڑتی ہو وہاں شہیدوں کا بہنے والا لہو ان کے کانوں پر کیسے دستک دے سکتا ہے۔ اس آواز وہی سن سکتا ہے جس کے کان اللہ اور اس کے رسول کے پیغام کو سننے کے عادی ہو چکے ہوں۔ اس لہو کی قیمت وہی جان سکتا ہے جو خدا کے ہاں اپنے آپ کو جواب دہی کے لئے آمادہ و تیار رکھتا ہے۔

۷۴ برس گزرنے کے بعد ہم کہاں پہنچ چکے ہیں؟؟........ کسی نے کہا ہے کہ

یہ کیسی منزل ہے کیسی راہیں کہ تھک گئے پاؤں چلتے چلتے

وہی ہے فاصلہ اب بھی قائم جو فاصلہ تھا سفر سے پہلے

آج ہمارے نوجوان کے ہاتھ میں گٹار ہے یا ہیروئن کی پڑیاں ہیں۔ چرس کے بھرے ہوئے سگریٹ ہیں، یا شراب کی بوتلیں ہیں...... اس کے اسباب کیا ہیں؟

اس قوم کے نوجوان کے بگاڑ میں جو شعوری کوشش کی گئی وہ نصابِ تعلیم ہے۔ یہ نصابِ تعلیم اپنے متعلم کا ذہن اسلامی نہیں بناتا۔

پاکستان دنیا کے اندر اپنی نوعیت کی واحد نظریاتی مملکت ہے

یہ جمہوری معاشرہ جہاں قانون ساز افراد تیار کئے جاتے ہیں، قانون ساز ادارے تشکیل پاتے ہیں حالانکہ قانون سازی صرف اللہ کا حق ہے۔ اس بات کا حق تو کسی پیغمبر کو بھی نہیں دیا گیا۔ اللہ آمرِ مطلق ہے۔ اسلام میں آمریت ہے........ صرف اللہ کی! اور کسی کی نہیں۔ انسان جب بھی آمر بنے گا نقصان پہنچائے گا۔ انسان کو اطاعت کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ قانون ماننے کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ قانون سازی کے لئے اسکو نہیں پیدا کیا گیا۔ اس وقت پاکستان میں انتشار کی جو صورتحال ہے اس کے ہوتے ہوئے اس ملک کے نظریات کا تحفظ نہیں ہو سکتا۔ جس مملکت کے قیام کا جو بنیادی نظریہ ہوتا ہے اگر اسکو گزند پہنچا دی جائے تو اس قوم کو جغرافیائی حد بندیاں کبھی قائم نہیں رکھ سکتیں۔

آج جنگ اس بات کی ہو رہی ہے کہ پاکستان کا جو اسلامی نظریاتی تشخص ہے اسکو ختم کیا جائے۔

اس وقت پاکستان میں جو دینی، اخلاقی، معاشرتی اور سیاسی انحطاط ہے اس کا سبب یہود و نصاریٰ کا دیا ہوا نظام

بقیہ ص ۸ پر

حسنِ انتقاد

تبصرہ کے لئے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے

سید محمد ذوالکفل بخاری۔

تذکار حافظ عبدالغفور جہلمی رحمہ اللہ

مؤلف: قاضی محمد اسلم سیف فیروز پوری۔

ناشر: مکتبہ تعلیم الاسلام، جامعہ تعلیم الاسلام، ماموں کانجن فیصل آباد۔

کتابت طباعت: عمدہ ضخامت: ۱۹۲ صفحات۔ قیمت: درج نہیں۔

جامعہ علوم اثریہ، جہلم کے بانی مولانا حافظ عبدالغفور جہلمی رحمہ اللہ .... ہمارے دور کے ممتاز اہل حدیث زعماء میں سے تھے۔ ۱۹۸۶ء میں وفات پائی۔ تب ان کی موت پر ایک عالم سوگوار تھا۔ ان کی زندگی پر اب بھی ایک خلق رشک کرتی ہے۔

مرحوم کے دوست بلکہ جگری دوست مولانا قاضی محمد اسلم سیف فیروز پوری نے زیر نظر تذکرہ لکھ کر حق دوستی اور حق رفاقت ہی ادا نہیں کیا، مذہبی موضوع و مزاج کی کتب میں ایک خوشگوار اضافہ بھی کیا ہے۔ ایک ایسی شخصیت جو تدریسی، تنظیمی اور تحریکی اعتبار سے اپنے ماحول میں ہمیشہ غالب و فائق اور اپنے دور میں ممتاز و نمایاں رہی...... اس کتاب میں اپنے بھرپور تعارف اور روشن کارناموں کے ساتھ جلوہ آرا ہے۔ یہ ایک عالم با عمل کا تذکرہ ہے۔ اور بظاہر اتنا کہہ دینا ہی کافی ہے۔ لیکن ہمارا دور چونکہ الفاظ کی ذلت و رسوائی، تراکیب کے استحصال اور معانی کی مزدہ حالی کا دور ہے، اس لئے میں مکرر عرض کرتا ہوں کہ یہ واقعی ایک عالم باعمل کا تذکرہ ہے۔ لائق مطالعہ اور قابل استفادہ!

رواداری اور دینی غیرت

مؤلف: ڈاکٹر محمد صدیق شاہ بخاری

ناشر: مجلس تحفظ ختم نبوت ننکانہ صاحب، ضلع شیخوپورہ

کتابت طباعت: عمدہ /ضخامت: ۸۸، صفحات /قیمت: درج نہیں۔

فاضل مؤلف کے الفاظ میں اس کتابچے میں...... رواداری کے نام پر امت مسلمہ کی رگوں سے جوہر غیرت ختم کرنے کی بھیانک سازش سے پردہ اٹھتا ہے۔ اور...... رواداری و بے غیرتی اور رواداری و تنگ

نظری، غیرت و تعصب اور غیرت و جہالت میں موجود باریک فرق کی تشریح ہوتی ہے۔ ہمیں مؤلف کے دعویٰ اور دلائل سے کاملاً اتفاق ہے۔ لیکن یہ "رواداری" ہوتی کیا ہے؟ آج کل کا مشاہدہ تو یہی ہے کہ یہ ایک خاص علامت ہے جو چند خاص امراض کی نشاندہی کرتی ہے۔ مثلاً سیکولرازم، لبرل ازم، جمہوری آزادی وغیرہ! مگر یہ آج کل ہی کا نہیں، بہت پہلے کا مشاہدہ ہے۔ ثبوت کے طور پر علامہ اقبال علیہ الرحمۃ کے ایک مقالے سے اقتباس پیش خدمت ہے۔ کہ

"رواداری کی تلقین کرنے والے، اس شخص پر عدم رواداری کا الزام لگانے میں غلطی کرتے ہیں جو اپنے مذہب کی سرحدوں کی حفاظت کرتا ہے۔ اس طرزِ عمل کو وہ غلطی سے اخلاقی کمتری خیال کرتے ہیں۔ وہ نہیں سمجھتے کہ اس طرزِ عمل میں حیاتیاتی قدر و قیمت مضمر ہے۔"

رواداری کے جن کج فہم اور کج بحث علم برداروں سے اقبال کو گلہ تھا، ڈاکٹر محمد صدیق شاہ بخاری صاحب کا روئے سخن بھی انہی کی طرف ہے۔ لیکن انہوں نے ہمت مردانہ، فراست مومنانہ اور جرأت رندانہ سے کام لیتے ہوئے نہ صرف گفتۂ اقبال کی تشریح کردی ہے بلکہ موضوع سے متعلق جملہ اجمالات کی تفصیلات اور جملہ اشکالات کی تحلیلات بھی پیش کی ہیں۔ قرآن و حدیث، سیرت نبوی، اسوہ و آثار صحابہ اور تاریخ اسلام کے حوالے سے مؤلف کی گفتگو، انسانی حقوق کے حوالہ سے امریکہ و یورپ کے طرزِ عمل کا جائزہ اور پاکستان میں اقلیتوں کی ناروا آزادی کے نتائج ...... یہ سب چیزیں اس مقالے میں بصد حسن و خوبی سما گئی ہیں۔ غالباً یہ اس موضوع پر پہلا مستقل مقالہ ہے۔ پر مغز اور پر اثر!

رسول اللہ ﷺ پر درود و سلام

مؤلف: سحبان الہند مولانا احمد سعید دہلوی

ناشر: ادارہ جمیلیہ، سلامت پورہ، رائیونڈ، لاہور، کتابت طباعت: عمدہ/ضخامت: ۱۶ صفحات، قیمت ایک روپے کا ڈاک ٹکٹ/

ایسی احادیث، جن میں حضور علیہ السلام پر درود بھیجنے والے کے لئے اجر اور اس کی فضیلت مذکور ہے۔۔۔۔۔۔۔ اس رسالہ میں یکجا کر دی گئی ہیں۔ یہ احادیث تعداد میں اڑسٹھ ہیں۔ اسی طرح پینتالیس مواقع ایسے بتائے گئے ہیں جہاں درود شریف پڑھنا مستحب ہے۔ اتنے مختصر رسالے میں اتنے قیمتی، نافع اور مفید مواد کا جمع ہو جانا مؤلف علیہ الرحمۃ کی محنت کی قبولیت کی دلیل ہے۔ لاریب اس کی اشاعت موجب خیر و سعادت اور اس کا مطالعہ باعثِ رحمت و برکت ہے۔

مسافرین آخرت

آہ! صوفی محمد سلیم احرار مرحوم

مجلس احرار اسلام گوجرانوالہ کے قدیم کارکن محترم صوفی محمد سلیم احرار ۱۲ ستمبر کو طویل علالت کے بعد انتقال فرما گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم نصف صدی سے مجلس احرار اسلام سے وابستہ تھے۔ انہوں نے جماعت سے نسبت و تعلق قائم کیا تو پھر اس پر جان دے دی۔ ان کے اخلاص و محبت کا یہ عالم تھا کہ وہ احرار اور اکابر احرار سے باہر دیکھنا پسند نہ کرتے تھے۔ احرار کو اپنے نام کا حصہ بنایا اور جسم و روح میں اتار لیا اس تعلق کو وہ اسباب حیات قرار دیتے۔ تمام عمر "الاحرار بلڈنگ" میں گزاردی۔

حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ سے اسقدر محبت و انس تھا کہ قیام پاکستان کے بعد انہیں گوجرانوالہ میں رہائش اختیار کرنے پر مجبور کرتے رہے حتیٰ کہ ایک مکان بھی ان کے لئے پسند کیا مگر شاہ جی ملتان کے ہو کر رہ گئے۔

مفکر احرار نے تاریخ احرار کو جن اولوالعزم کارکنوں کے نام منسوب کیا ہے وہ انہیں میں سے ایک تھے۔

وہ ایک بہادر، جری، مخلص، ملنسار اور محبت کرنے والے انسان تھے۔ تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء میں دیوانہ وار حصہ لیا اور قید ہوئے۔ اس قید کو وہ توشۂ آخرت سمجھتے تھے۔ تحریک تحفظ ختم نبوت سے وابستگی کا یہ عالم تھا کہ اپنی وصیت میں فرمایا کہ اس تحریک میں جو سرخ قمیص میں نے زیب تن کی وہ میرے ساتھ دفن کی جائے۔ اللہ اللہ کیا جذبہ و اخلاص تھا۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور درجات بلند فرمائے۔ خطاؤں کو معاف فرمائے اور حسنات قبول فرمائے ان کے ہونہار فرزند بھائی محمد عمر اور دیگر تمام لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ ادارہ نقیب کے تمام اراکین اور تمام احرار حلقے اس غم میں پسماندگان کے شریک ہیں اور دعاء مغفرت کرتے ہیں۔

قارئین نقیب اور مجلس احرار اسلام کے تمام اراکین سے درخواست ہے کہ وہ صوفی صاحب مرحوم کے ایصالِ ثواب کے لئے تلاوتِ قرآن کریم اور دعاءِ مغفرت کا خاص اہتمام فرمائیں۔

مولانا طلحہ قدوسی کی رحلت:

مجلس احرارِ اسلام گوجرانوالہ کے رہنما اور ہمارے دیرینہ کرم فرما محترم مولانا طلحہ قدوسی ۲۳ ستمبر کو انتقال فرماگئے۔

وہ گوجرانوالہ کی ایک مسجد میں خطابت کے فرائض انجام دیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کی مساعیٔ جمیلہ قبول فرمائے اور درجات بلند فرمائے۔

مولانا فضل الرحمن کی والدہ کی رحلت:

قومی اسمبلی میں خارجہ امور کی اسٹینڈنگ کمیٹی کے چیئرمین مولانا فضل الرحمن کی والدہ ماجدہ ۲۹ ستمبر کو ڈیرہ اسمٰعیل خان میں رحلت فرما گئیں۔ مجلس احرار اسلام کے مرکزی رہنماؤں مولانا سید عطاء المحسن بخاری، سید عطاء المؤمن بخاری، مولانا محمد اسحٰق سلیمی، عبداللطیف خالد چیمہ اور سید کفیل بخاری نے مولانا سے اظہار تعزیت کرتے ہوئے مرحومہ کے لئے دعاء مغفرت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جوارِ رحمت میں جگہ عطاء فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطاء فرمائے۔

محترمہ آپا جی اشرف مرحومہ

مجلس احرار اسلام چیچہ وطنی کے رہنما محترم شیخ عبدالغنی صاحب کی عزیزہ اور مجلس احرار اسلام گلاسگو (برطانیہ) کے رہنما بھائی عبدالواحد صاحب کی خوشدامن محترمہ آپا جی اشرف گزشتہ دنوں چیچہ وطنی میں انتقال فرما گئیں۔

مرحومہ انتہائی صالحہ، پابند صوم و صلوۃ اور دینی جذبہ رکھنے والی خاتون تھیں۔ خواتین کو دینی علوم و معارف اور مسائل سے روشناس کرنے کے لئے درسِ قرآن کریم کا خاص اہتمام فرماتیں اور یہ سلسلہ ایک طویل عرصہ سے جاری تھا۔ ان کی اس محنت کے نتیجہ میں خواتین میں دینی جذبہ قائم ہوا۔ ان کے اخلاق و کردار کی اصلاح ہوئی اور انکی عملی زندگی میں دینی اقدار بیدار ہوئیں۔ یقیناً آپا جی مرحومہ کا یہ عمل ان کے لئے توشۂ آخرت ہے اللہ تعالیٰ انکی مغفرت فرمائے اور حسنات قبول فرمائے اراکین ادارہ مرحومہ کے تمام پسماندگان سے اظہار تعزیت اور صبر جمیل کی دعا کرتے ہیں۔

مجلس احرار اسلام فیصل آباد کے رکن محترم محمد طاہر لدھیانوی صاحب کے جواں سال بھانجے گزشتہ دنوں انتقال کر گئے۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔ ادارہ ان کے غم میں برابر کا شریک ہے۔

مجلس احرار اسلام ڈیرہ اسمٰعیل خان کے ناظم محترم صلاح الدین صاحب کا نوعمر بھتیجا چھے سال کی عمر میں گزشتہ ماہ انتقال کر گیا۔

مولانا عبدالحلیم فاروقی کی رحلت:

حضرت مولانا عبدالشکور فاروقی لکھنوی مرحوم کے بھتیجے اور دارالعلوم فاروقیہ کاکوری (انڈیا) کے بانی و مہتمم مولانا عبدالحلیم فاروقی ۳/۴ جون کی درمیانی شب رحلت فرما گئے، مولانا مرحوم ایک عالم باعمل اور اپنے اسلاف کے کردار کا نمونہ تھے۔ اللہ تعالیٰ اُن کے درجات بلند فرمائے۔

محترم حاجی گل محمد سرگانہ صاحب مرحوم: باگڑسرگانہ تحصیل کبیر والا کے معروف زمیندار اور تحریک تحفظ ختم نبوت کے بے لوث کارکن محترم حاجی گل محمد سرگانہ صاحب گزشتہ دنوں انتقال فرماگئے وہ حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہ (خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف) سے بیعت تھے۔ان کے انتقال کے بعد حضرت مولانا خان محمد صاحب دامت برکاتھم سے نسبت بیعت قائم کرلی ان کا قیام اکثر خانقاہ سراجیہ میں ہوتا یا حضرت مولانا خان محمد صاحب مدظلہ کے رفیق سفر رہتے۔ تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء ۷۴ء ۸۴ء اور ۱۹۷۷ء کی تحریک میں بھرپور حصہ لیا۔ ضیاء الحق شہید نے امتناعِ قادیانیت آرڈیننس جاری کیا تو حاجی صاحب نے اس پر عمل کرتے ہوئے باگڑسرگانہ میں قادیانیوں کا مرزواڑہ مسمار کردیا اور ۱۷ یوم ڈسٹرکٹ جیل ملتان میں پابند سلاسل رہے۔وہ اپنی ذاتی نیکی و شرافت کے باعث دینی حلقوں میں احترام کی نگاہ سے دیکھے جاتے۔ گزشتہ سال انہی دنوں حاجی صاحب مرحوم کی اہلیہ کا انتقال ہوا تھا۔

ان کے پسماندگان میں دو فرزند، میاں اعجاز احمد سرگانہ اور میاں اعزاز احمد سرگانہ کے علاوہ تین بیٹاں شامل ہیں۔

مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ، اور مجلس احرار اسلام کے رہنما ابن امیر شریعت حضرت سید عطاء المؤمن بخاری نے محترم حاجی صاحب مرحوم کے لواحقین سے اظہار تعزیت کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ انکی مغفرت فرمائے اور درجات بلند فرمائے۔ (آمین)

حاجی محمد حسین رانا مرحوم:

مجلس احرار اسلام صادق آباد کے قدیم کارکن اور حضرت امیر شریعت کے رفیق محترم حاجی محمد حسین رانا ۱۶ اگست کو رحلت فرماگئے۔ وہ امرتسر کے رہنے والے تھے اور قیام پاکستان سے قبل مجلس احرار اسلام سے وابستہ ہوئے تھے۔ نقیبِ ختمِ نبوت کے مستقل قاری اور جماعت کے لئے ہمہ وقت دعا گو رہے محترم عبید الرحمن، قاری محمود الحسن، محمد سرور، محمد شریف اور مختار احمد مرحوم کے فرزند ہیں اور ہمارے کرم فرما ہیں۔ اللہ تعالیٰ رانا صاحب مرحوم سے حسنِ آخرت کا معاملہ فرمائے اور تمام پسماندگان کو صبر جمیل عطاء فرمائے۔

نقیبِ ختمِ نبوت کے تمام اراکین جملہ مرحومین کی مغفرت کیلئے دعا گو ہیں اور پسماندگان سے اظہارِ تعزیت کرتے ہوئے ان کیلئے صبرِ جمیل کی دعا کرتے ہیں ۔قارئین سے بھی درخواست ہے کہ وہ سب مسلمان بھائیوں اور بہنوں کی مغفرت کیلئے دعاء کریں اور تلاوتِ قرآنِ کریم کے ذریعے ایصالِ ثواب کا اہتمام کریں۔

انسٹنٹ

جوھرجوشاندہ

فلو، نزلہ، زکام اور گلے کی سوزش کے لیے مفید

صدیوں سے آزمودہ **جوشاندہ** اب فوری حل ہونے والے انسٹنٹ **جوھرجوشاندہ** کی شکل میں۔

خاندان کے ہر فرد کے لیے مفید **جوھرجوشاندہ** فلو، نزلہ، زکام کی علامات میں آرام پہنچاتا ہے۔

موسمی اثرات سے محفوظ رہنے کے لیے **جوھرجوشاندہ** احتیاطی تدبیر کے طور پر استعمال کریں۔

ترکیبِ استعمال: ایک کپ گرم پانی یا چائے میں ایک پیکٹ **جوھرجوشاندہ** ملائیں اور جوشاندہ تیار

دن میں دو یا تین پیکٹ **جوھرجوشاندہ** استعمال کریں۔

تحریک طلباء اسلام کے زیر اہتمام تحریری مقابلہ

عنوان

جمہوریت ایک ناکام ترین نظام

اس عنوان پر لکھیئے اور انعام حاصل کیجیئے۔

(۱) اول آنے والے کا مضمون نقیب ختم نبوت میں شائع کیا جائیگا۔
(۲) اول انعام سو روپے کی کتابیں ایک سال کے لئے نقیب کی ترسیل۔
(۳) دوم آنے والے کے لئے ۷۵ روپے کی کتب اور چھ ماہ کے لئے نقیب کی ترسیل۔
(۴) سوم آنے والے کے لئے ۵۰ روپے کی کتابیں۔
(۵) زیادہ مضامین آنے کی صورت میں قرعہ اندازی ہو گی۔
(۶) جیوری کا فیصلہ حتمی ہو گا۔

آئیے! آپ بھی لکھیئے اور اس کفریہ شیطانی نظام کے خلاف جدوجہد میں حصہ لیکر انعام حاصل کیجیئے۔
مضامین ۲۰ نومبر تک موصول ہو جانے چاہیئیں۔ بعد میں آنے والے مضامین مقابلہ میں شامل نہیں کیے جائیں گے۔

مضمون بھیجنے کا پتہ:

دار بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان۔ فون:۔ ۵۱۱۹۶۱

ماہنامہ نقیبِ ختم نبوت ملتان کا

امیر شریعت نمبر

(حصہ دوم)

قارئین کرام! دسمبر ۱۹۹۲ء میں حضرت امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ کے صد سالہ یوم ولادت کے موقع پر امیرِ شریعت نمبر حصہ اوّل کی ایک ضخیم اشاعت ہم آپ کی خدمت میں پیش کر چکے ہیں۔

الحمد اللہ! ہماری اس کاوش کی ملک بھر میں زبردست پذیرائی ہوئی اور اہلِ علم و دانش نے خراج تحسین پیش کرکے ہماری بے پناہ حوصلہ افزائی کی

ہم اس تسلسل کو قائم رکھنے کا عزم بالجزم رکھتے ہیں اور سوانح و افکارِ امیر شریعت کے سلسلہ میں ہر سال اپنے معزز قارئین کی خدمت میں ایک خوبصورت اشاعت پیش کرنے کا مصمم ارادہ ہے۔

ہماری خواہش ہے کہ حضرت امیر شریعت کی شخصیت کے حوالے سے آج تک جو کچھ لکھا گیا ہے اس بکھرے ہوئے مواد کو یکجا کر دیا جائے۔ چنانچہ یہ تمام مواد تقریباً پانچ اشاعتوں میں مکمل ہوگا۔

ہمارے بہت سے قارئین حصہ دوم کی اشاعت کے سلسلہ میں مسلسل استفسار کر رہے ہیں۔ اُن کی خدمت میں گزارش ہے کہ حصہ دوم کا تمام مواد کتابت ہو چکا ہے جسے اگست ۱۹۹۴ء میں شائع کرنے کا ارادہ تھا۔

مگر اشاعت کے مصارف معدوم ہیں۔

اس اہم نمبر کی اشاعت میں آپ ہمارا ہاتھ بٹائیں۔

* نمبر کی اصل قیمت -/۳۰۰ روپے ہے۔
* آپ -/۲۰۰ روپے پیشگی جمع کرا کر رعایتی قیمت میں حاصل کر سکتے ہیں۔
* قارئین سے درخواست ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ احباب کو متوجہ کریں اور پیشگی قیمت جمع کرا کر نمبر کی اشاعت کو یقینی بنائیں۔
* نومبر ۱۹۹۴ء تک ہم اس ذمہ داری سے سبکدوش ہونا چاہتے ہیں۔

سید محمد کفیل بخاری، مدیر مسئول ماہنامہ نقیب ختم نبوت، دارِ بنی ہاشم، مہربان کالونی، ملتان۔
فون: 511961